اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

کتاب مستطاب بایام مبارک فرجام بجالات

مختصر خواجگانِ چشت اہلِ بہشت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین موسوم بہ

تذکرۃُ العَارفین

فی

حَیَاتِ مُظہریہؒ

من تالیف لطیف شریعت پناہ طریقت آگاہ خواجہ غلام حسین شاہ چشتی الصابری القادری حیدرآبادی دکنی خلیفہ حقیقت آگاہ معرفت دستگاہ سیدنا شاہ محمد ہاشم حسینی سجادہ و خلیفہ و برادر زادہ سیدنا حضرت شاہ خاموش چشتی صابری دکنی حیدرآبادی

جس کو

بخلوص محبت و عقیدت جناب حاجی محمد سلیمان صاحب صابری مالک دواخانہ مقبول عام واقعہ کمبوہ دروازہ میرٹھ نے چھپوا کر شائع کیا۔

حق حق حق







بسم

الحمد للہ رب العالمین الذی ارشدنا طریق اتباع الرسول باتباع اہل الذکر الصالحین والصلوٰۃ والسلام علیٰ اشرف المرسلین سیدنا محمد وآلہ وصحابہ واولیاء امتہ اجمعین ط

اما بعد فقیر حقیر سراپا تقصیر خواجہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدرآبادی خاکپائے مومنین خادم مسلمین کمترین غلام وکمترین مریدان وخاکروب آستانہ علیہ حضرت شریعت پناہ حقیقت آگاہ ہادیٔ دین متین عمدۃ السالکین زبدۃ العارفین حبیب اللہ مرشدنا ہادینا پیر دستگیر روشن ضمیر حضرت سید محمد شاہ ہاشم حسینی المعروف بہ حضرت محمد شاہ میاں قدس اللہ سرہٗ جگر گوشہ وجانشین وخلیفہ امام العارفین حضرت سید محمد معین الدین حسینی المعروف بہ حضرت شاہ خاموش صاحب چشتی صابری حیدرآبادی دکنی قدس سرہٗ العزیز برادران دینی کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جب میں بادشاہ دوجہان رئیس الاولیاء حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ عنہٗ کے عرس مبارک سے مشرف ہوکر بغرض زیارت عمِ دینی حضرت سید مظہر علی شاہ صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ شہر میرٹھ در محلہ پیڑا لی بازار حضرت موصوف کی خانقاہ و مسجد میں فروکش ہوا صوفی اللہ دیا شاہ صاحب چشتی صابری جو حضرت چچا صاحب موصوف کے جانشین وخلیفہ ہیں جنہوں نے اپنی تمام عمر کا حصہ حضرت کی خدمت و کفش برداری میں گذارا جن کے صلہ میں جانشینی وخلافت کا فخر حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ اس

برادر دینی کے فیض و نسبت میں ترقی نصیب کرے اثنائے مہمانداری میں صوفی صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں میرے پیر و مرشد قبلہ قدس سرہٗ کی سوانحعمری بخیال یادگار کسی پیر بھائی سے تحریر کراؤں. مگر کوئی صاحب اس کام کے لیے مستعد نہیں ہوئے اب آپ میری اس آرزو کو پوری فرمایئے۔ اگرچہ یہ فقیر خاکسار عاجز علم سے کچھ ایسی لیاقت نہیں رکھتا ہے مگر بمصداق الامر فوق الادب کے جیسی کچھ لیاقت ہے ٹوٹی پھوٹی زبان سے اس کام کے پورا کرنے کو آمادہ ہوا۔ حضرت موصوف کے حالات و اوصاف کو ابتدائے حضور صلعم سے حضرت چچا صاحب ممدوح کے نامے نامی پر ختم کیا۔ اگرچہ حضرت ممدوح کے حالات و اوصاف حمیدہ احاطۂ تحریر سے باہر ہیں بخیال اختصار کیا اور نام اس کا موسوم بہ تذکرۃ العارفین المعروف بہ حیات مظہریہ رکھا۔ آپ حضرات سے یہ التماس ہے کہ بوقت معائنہ کچھ سہو یا غلطی ملاحظہ فرماویں تو الانسان مرکب من الخطا والنسیان پر توجہ فرما کر اعتراض سے معاف اور اصلاح سے ممنون اور دعا سے یاد فرماویں۔

اے کارساز قبلۂ حاجات کبریا
آغاز کردہ ام تو رسانش بانتہا

ذکر حضرت خاتم المرسلین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

حضور علیہ السلام کے حالات اور معاملات کو اس رسالہ لکھنا ایسا ہے جیسے دریا کو کوزے میں بند کرنا۔ بجز اس کے کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اور کیا عرض کیا جائے۔ آپ کی ذات ستودہ صفات باعث ایجادِ عالم ہے ارشاد لولاک لما خلقت الافلاک مصداق ہے نسب حضرت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہے اور اسم شریف والدہ ماجدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آمنہ بنت وہب

بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ ہے ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بقولِ معتبر بعد صبح صادق پیش طلوع آفتاب روز دوشنبہ ۱۲۔ ربیع الاول سالِ فیل میں ہوئی اور ابتدائے نزول وحی اکثر محدثین کے قول سے روز دوشنبہ ۲ یا ۸ ربیع الاول ولادت سے ۴۱ سال بعد ہوئی۔ معراج آنحضرت شب ۲۷ ماہ رجب مبعثت اور نبوت سے بارہویں سال ہوئی۔ آنحضرت کی دو سال گزرنے کے بعد ۲۷ ماہ صفر روز دوشنبہ کو ہوئی۔ مدت اقامت مدینہ منورہ دس سال، وفات شریف آنحضرت کی روز دوشنبہ بارہویں ربیع الاوّل وقت چاشت ہجرت سے گیارہویں سال میں ہوئی۔ اور بعض اقوال میں دوم ماہ مذکور میں ہوئی۔ دوشنبہ کے روز کو بہت فضیلت ہے کہ اُس دن آپ پیدا ہوئے اُسی دن وحی اتری اُسی دن مکّہ سے ہجرت کی اُسی دن مدینہ میں داخل اُسی روز وفات پائی۔ عمر شریف ۶۳ اور بموجب بعض قول ۶۵ سال مگر قول اوّل اصح ہے۔ وقتِ دفن آنحضرت شب چہارشنبہ یا اُس کی فجر روز سہ شنبہ تھا۔ مرقد منورہ مدینۂ طیبہ حجرۂ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے سلسلۂ باطنی کے دو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشہور ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہٗ و حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ۔

حضرت پیر دستگیر حضور سید ناشاہ خاموش صاحب صابری نے نعت شریف میں قصیدے تحریر فرمائے ہیں۔ منجملہ ان کے یہ اشعار ہیں۔

کوئی جانے کیا عزّ و شانِ محمدؐ ۔۔۔ خدا آپ ہے رتبہ دانِ محمدؐ

زمیں پر نمونہ ہے عرش بریں کا ۔۔۔ مدینہ جو ہے آستانِ محمدؐ

مکانِ خدا ہے مکانِ محمدؐ ۔۔۔ کہ جبرئیل ہیں زبہ دانِ محمدؐ

اے خاموش گر تیرا ہر مو زباں ہو ۔۔۔ نہ ہو جب بھی ذکر و بیانِ محمدؐ

قطعہ

ذاتِ رسول پاک کا کیا وصف ہو سکے ۔۔۔ تھے آپ عین مظہر اوصاف ذاتِ ہو

حال حیات میں بھی رہے محوِ ذاتِ حق ۔۔۔ بعد وفات بھی ہوا اسمِ وفاتِ ہو

اور آپ نے ایک سو تیس صحابہ کرام کو دیکھا علوم ظاہری و باطنی میں کوئی آپ کا نظیر نہ تھا۔ اکثر سلوک کی کتابوں میں مذکور ہے کہ آپ نے خلافت کا خرقہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے دست مبارک سے پہنا اہل حق کے نزدیک یہی صحیح ہے۔ حضرت امام حسن اور خواجہ کمیل ابن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحبت تھی جب آپ کی وفات ہوئی آواز غیب سے آئی۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی آدَمَ وَنُوحًا وَّآلَ اِبْرَاھِیْمَ وَآلِ حَسَن حضرت کے پانچ خلیفہ اکمل و افضل تھے۔ اول عبدالواحد بن زیدؒ و ابن زرینؒ و شیخ حبیب عجمیؒ و شیخ عتبہ ابن الغلام وفات ۱۶۶ھ ہجری و محمد واسع وفات ۱۲۳ھ ہجری اور علاوہ ان کے اور بھی تھے۔ مثل رابعہ بصری وغیرہ رضی اللہ عنہم وفات شریف آپ کی غرہ ماہ رجب اور بعض کے نزدیک ۴ ماہ محرم ۱۱۰ھ ہجری میں عمر شریف آپ کی نواسی برس کی ہوئی قبر شریف حضور پُر نور کی بصرہ میں ہے قطب آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ذکر حضرت شیخ المشائخ خواجہ ابوالفضل عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ

آپ نے خرقہ خلافت حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے پہنا۔ اور آپ خلیفہ اعظم ہیں ارادت سے پہلے چالیس برس مجاہدہ اور ہمیشہ صائم رہتے تھے اور تین لقمے سے زیادہ نہ کھاتے ریاضت میں بے نظیر وقت تھے آپ نے خواجہ کمیل بن زیاد کے ہاتھ سے بھی خرقہ خلافت پہنا ہے کہتے ہیں کہ کسب دانش حضرت امیر المومنین حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا نقل ہے جب آپ کی رحلت کا وقت قریب پہنچا تو وہ وقت نماز کا تھا آپ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ اٹھ سکتے اور کوئی خادم بھی اس وقت موجود نہ تھا آپ نے دعا کی کہ اٹھ کھڑے ہوئے وضو کیا نماز پڑھی پھر انتقال فرمایا۔ وفات آپ کی ۲۷ ماہ صفر ۱۷۷ھ ہجری میں ہوئی اور ایک روایت میں ۱۷۶ھ ہجری ہیں۔ مزار شریف آپ کا بصرہ میں ہے تاریخ وفات آپکی امام عبدالواحد ہے مشہور خلیفہ آپ کے یہ ہیں خواجہ فضیل بن عیاضؒ و خواجہ ابوالفضل

بن زید وفات ۱۸۱ھ خواجہ یعقوب سوسی وفات ۲۳۴ھ ہجری رضی اللہ عنہم۔

ذکر حضرت شیخ المشائخ خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ

بعضے آپ کو ابو علی فضیل اور بعضے ابو الفیض فضیل کہتے ہیں۔ آپ سمرقند میں پیدا ہوئے اور خراسان میں نشو نما پایا آپ نے خرقہ خلافت حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید کے ہاتھ سے پہنا علم تفسیر و حدیث میں بیدل تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ کامل نہیں ہوتا۔ ایمان بندہ کا یہانتک کہ ادا کرے اُس چیز کو کہ فرض کی اللہ تعالیٰ نے اس بندہ پر اور پرہیز کرے اس چیز سے کہ حرام کی اللہ تعالیٰ نے اُس بندہ پر اور راضی ہو اس چیز سے کہ قسمت کی ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے اس کے پس اُس سے ڈرے باوجود ادائے فرائض اور اجتناب نواہی اور راضی ہو قضا پر اور ڈرے اس سے کہ کامل نہ ایمان کو اور قبول نہ کرے خدائے تعالیٰ ان عملوں کو اور فرمایا کرتے تھے کہ توکل یہ ہے کہ سوائے اللہ جل شانہٗ کے کسی سے امید نہ رکھے ظاہر و باطن میں اور فقیر اور خدا دوست وہ ہے کہ خاموش رہے چاہے اس کو دوست حق کہیں یا کافر۔ آپ کے پانچ خلیفہ تھے حضرت سلطان ابراہیم ادہم و شیخ محمد بن ہبیرہ الشیرازی وفات ۲۶۲ھ ہجری و خواجہ بشر حافی وفات ۲۲۷ھ و حضرت شیخ ابی رجا والعطاری وفات ۲۳۴ھ و خواجہ عبداللہ سیاری وفات ۲۱۹ھ قدس اللہ سرہ اسرارہم وفات شریف آپ کی ۳۔ ربیع الاول ۱۸۷ھ میں ہوئی مرقد منور آپ کا مکہ معظمہ قریب روضۂ مقدسہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہے۔

ذکر حضرت شیخ المشائخ خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی رضی اللہ عنہ

کنیت آپ کی ابو اسحاق اور نسب آپ کا ابراہیم بن ادہم بن سلیمان بن منصور بن ناصر بلخی فاروقی آپ بادشاہ تھے ملک بلخ سے میں خواہی تو دے ایک روز شکار کے لیے باہر تشریف لے گئے ہاتف نے

آواز دی کہ اے ابراہیم تجھکو اس کام کے واسطے نہیں پیدا کیا ہے یہ سنکر آگاہ ہوتے اور سلطنت چھوڑ طریقت میں قدم رکھا مکہ شریف تشریف لے گئے وہاں سفیان ثوریؒ اور فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے صحبت تھی اور آپ نے خرقہ خلافت حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پایا۔ بعد کو امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے دو خلیفہ تھے۔ حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی و خواجہ شفیق بلخی وفات ۱۸۴ھ قدس اللہ اسرارہم وفات اور قبر میں آپ کے اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کی وفات شام میں ۱۶۲ھ ہجری یا ۱۶۱ھ ہجری غرہ ماہ شوال ہے اور بعض کہتے کہ ۲۶ جمادی الاول ۱۶۶ھ یا ۱۶۲ھ ہجری یا ۱۶۱ھ ہے ایسے ہی قبر میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بغداد امام حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے اور بعض شام میں قریب قبر حضرت لوط علیہ السلام کے اور بعض مدینہ منورہ اور بعض جنت المعلیٰ متصل روضہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ہے اور یہ اختلاف اس وجہ سے ہے کہ آپ آخیر میں نظر سے غائب ہو گئے احقر کو یہ معلوم ہوا ہے کہ قبر شریف آپکی شام میں قریب قبر لوط علیہ السلام کے ہے اور مکہ معظمہ میں جو مشہور ہے وہ آپ کے مرشد کا مزار ہے اور مدینہ منورہ میں جو مشہور ہے وہ دوسرے ابراہیم اور آپ کا اور اُن کا قریب زمانہ تھا اور بغداد میں جو مشہور ہے وہ مزار حضرت ممشاد علو دینوری رضی اللہ عنہ کا مزار ہے چونکہ آپ کا اخیر اور حضرت ممشاد علو دینوری رضی اللہ عنہ کا اخیر ایک سا گذرا ہے لوگ اسواسطے غلطی سے کہتے ہیں کہ آپ کی کرامتیں بہت مشہور ہیں۔ تاریخ وفات آپ کی زاہد امام اصفیا ہے۔

ذکر شیخ المشائخ خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشی رضی اللہ عنہ

آپ صاحب تصانیف ہیں علم سلوک میں صاحب پرہیز و زہد میں بے نظیر تھے آپ کا قول تھا کہ درویش کی غذا ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔ آپ ہمیشہ گریہ کرتے تھے آپ سے دریافت کیا آپ کیوں اتنا گریہ کرتے ہیں فرمایا میں نہیں جانتا کون سے فرقہ میں ہوں۔ وفات آپکی ۲۲ شوال ۲۵۱ھ

ذکر حضرت امیر المومنین سیدنا ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

کنیت آپ کی ابوالحسن اور خطاب ابوتراب اور لقب مرتضیٰ اور نام مبارک علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب اور نام والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے ولادت آپ کی خانہ کعبہ کے درمیان روز جمعہ ۱۳ رجب واقعہ فیل سے تیس برس بعد ہوئی۔ لڑکوں میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے۔ سال ۲۵ یا ۲۶ ہجری میں خلافت پر جلوس فرمایا ۵ برس تین ماہ اور بعض کے نزدیک چار برس ۹ ماہ ارکانِ شریعت محکم کر کے دوشنبہ کی رات ۲۱ ماہ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کو وفات ہوئی۔ عمر شریف ۶۳ یا ۶۵ برس کی تھی۔ اور نقش نگین الملک للہ اور قبر شریف نجف اشرف میں ہے اور زاہد پاک تاریخ وفات ہے۔ آپ سے چار سلسلے باطنی مشہور ہیں۔ حضرت حسن بصری بن ابوالحسنؒ و حضرت امام حسن و حضرت امام حسینؓ و حضرت کمیل ابن زیاد اور بعض خواجہ اویس قرنی اور قاضی عبدالمقدام سر شیخ بن ہانی بن زید الحارثی کو بھی کہتے ہیں۔ پس آپ کی وفات ۴۰ھ رضی اللہ عنہم۔

ذکر حضرت شیخ المشائخ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ

اسم شریف آپ کا حسن تھا اور کنیت ابوسعید ابو محمد۔ آپ کے والد کا نام ابوالحسن اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نام خیرہ تھا۔ آپ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے آپ کو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لیگئے۔ انھوں نے فرمایا ان کا نام حسن رکھو نیک رو ہے آپکی والدہ شریفہ قرابت قریب حضرت ام المومنین ام سلمہؓ حرم محترم حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے رکھتی ہیں ایک روز آپ کی والدہ کسی کام میں مصروف تھیں۔ آپ نے دودھ نہیں پیا تھا اسلیے رونے تھے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنا پستانِ مبارک آپ کے منہ میں دیا چند قطرے دودھ کے نکلے چند ہزار برکات و کرامت اللہ تعالیٰ نے اس دودھ کی برکت سے آپ کو عطا فرمائیں

میں ہوئی۔ قطب الزماں بود تاریخ ہے مزار شریف بصرہ میں ہے۔

ذکر شیخ المشائخ حضرت خواجہ امین الدین ہبیرۃ البصری رضی اللہ عنہٗ

آپ خلیفہ اعظم خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشی رضی اللہ کے ہیں آپ منقدار علما اور اولیاء سے تھے۔ آپ وجہ حلال سے قوت حاصل کرتے اور فتوح اہل دول قبول نہ کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ درویش کو درم و دینار سے کیا نسبت فقر و فاقہ شکستگی حال چاہیے اگر یہ نہ ہو تو وہ لائق درویشی نہیں۔ وفات آپ کی ۷ یا ۸ شوال ۲۸۷ھ کو ہوئی۔ عمر شریف آپ کی ایک سو بیس سال اور ایک روایت میں ایک سو بیس سال ہوئی۔ مزار شریف بصرہ میں ہے۔ زاہد کریم تاریخ وفات ہے۔

ذکر حضرت شیخ المشائخ حضرت خواجہ علو ممشاد دینوری رضی اللہ عنہٗ

آپ خلیفہ حضرت امین الدین ہبیرۃ البصری رضی اللہ عنہٗ کے ہیں آپ کے ریاضات اور مکاشفات میں ایک شان عظیم رکھتے تھے اور اپنی زندگی میں کبھی دن کو کھایا نہ پیا جب پیدا ہوئے رات کو دودھ پیتے دن کو نہ پیتے دراصل دینور سے ہیں۔ بغداد میں نشو نما پاکر خرقہ خلافت پہنا۔ آپ کے تین خلیفہ تھے حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی و شیخ ابو عامر وفات ۳۴ھ و شیخ احمد اسود دینوری قدس اللہ وفات آپ کی ۱۴ محرم ۲۹۹ھ فدوۂ اولیاء حق بودہ تاریخ وفات ہے مزار شریف کا کچھ پتہ کسی نے نہیں لکھا نقل ہے کہ آپ نظر سے غائب ہو گئے تھے۔

ذکر شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابی اسحاق شامی چشتی رضی اللہ عنہٗ

آپ کشف و کرامت میں ایک شان بلند رکھتے تھے جب ممشاد دینوری کی خدمت میں پہنچے حضرت خواجہ نے اسم مبارک آپ کا پوچھا عرض کیا ابو اسحاق شامی ہے فرمایا آج سے تم کو

ابواسحاق چشتی کہیں گئے تعلیم کے خرقہ خلافت پہنایا اور چشت کو روانہ کیا۔ اسی روز سے خواجگانِ چشت مشہور ہوئے اگر آپ سفر کرتے تو طرفۃ العین میں پہنچ جاتے اور اگر صورت کسی دنیا دار کی دیکھتے تو فرماتے کہ گناہ ہوا وفات کی ۱۴ ربیع الثانی ۳۲۹ھ کو ہوئی۔ اور مرقد مبارک آپ کا عکہ بلادِ شام میں ہے اور قطب الواصلین تاریخ وفات ہے۔

ذکر شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابی احمد فرسنافہ رضی اللہ عنہ

آپ خلیفہ اعظم خواجہ ابی اسحاق شامی چشتی رضی اللہ عنہ کے آپ کے والد ماجد سلطان فرسنافہ شہر ہائے چشت امیران ولایت سے تھے۔ تیس برس آپ نے خواب نہیں کیا اور بیس برس سوائے ضرورت کے آپ کا وضو نہیں ٹوٹا۔ کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا نہ پیا جب تین چار فاقہ ہو جاتے شکرانہ ادا کرتے کسی پر اظہار نہ کرتے اور سات دن کے بعد افطار کرتے بعد نماز تہجد یہ دعا کرتے الٰہی عاصیانِ امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشدے۔ آواز آتی لے احمد ہم نے دعا تیری قبول کی اور ہزار گنہگار امت کے بخشے ان کو تیری برابر جنت میں لاؤں گا آپ کی عمر شریف ۹۵ برس کی ہوئی وفات آپ کی غرہ یا ۳ جماوی الثانی ۳۵۵ھ ہجری میں ہوئی مزار شریف چشت میں ہے تاریخ وفات آپ کی قطب العلیین ہے۔

ذکر شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابی محمد بن ابی احمد رضی اللہ عنہ

آپ نے خرقہ خلافت اپنے باپ خواجہ ابی احمد چشتی کے ہاتھ سے پہنا اور غزوہ سومنات میں آپ سلطان محمود سبکتگین کے ساتھ تھے آپ کے قدموں کی برکت سے فتح ہوئی اور ایک روز دجلہ پر بیٹھے ہوئے خرقہ سی رہے تھے کہ خلیفہ کا بیٹا آپہنچا گھوڑے سے اتر کر اور تعظیم بجا لا کر ادب سے بیٹھ گیا آپ نے فرمایا کہ رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ اگر ایک بوڑھی عورت کسی بادشاہ کے ملک میں فاقہ سے سوئے تو روزِ قیامت اس بادشاہ کی دامن گیر ہوگی۔ جب خداوند تعالیٰ

نے تم کو ملک اور بادشاہت عطا کی اور فقیر اور محتاج اس میں رہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو تو غفلت کیساتھ کام کرے اور کل کو شرمندہ ہو جب آپ نے نصیحت تمام کی خلیفہ کے بیٹے نے کچھ نقد اور جنس منگایا اور حضور میں پیش کیا آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ شہزادہ ہمارے خواجگان میں سے کسی نے قبول نہیں کیا میں بھی قبول نہیں کرتا ہم کو فقر کی دولت ملک سلیمان سے بہتر ہے۔ خلیفہ کے بیٹے نے کمال درجہ کی التجا کی آپ نے فرمایا خداوند کریم نے غیب کے خزانے اپنے بندوں پر کھول رکھے ہیں کسی کے مال کی حاجت نہیں رکھتے اسی وقت دیکھا تو دجلہ کی مچھلیوں کے منہ میں دینار و زر تھا خلیفہ کا بیٹا حیران ہو گیا اور آپ کے قدموں پر گر پڑا تھوڑی دیر کے بعد رخصت ہو کر چلا گیا۔ آپ نے اس کے مال سے کچھ نہ لیا عمر شریف آپ کی ستر برس کی ہوئی۔ آپ کے تین خلیفہ تھے۔ حضرت ناصرالدین خواجہ ابی یوسف و محمد کو وفات ۳۲۹ھ ہجری و حضرت استاد مردان وفات ۳۴۸ھ قدس اللہ اسرارہم وفات آپ کی ۴ ربیع الثانی ۴۰۹ھ یا ۴۱۱ھ یا ۴۱۲ھ میں ہوئی تاریخ وفات امام برحق بود ہے۔

ذکر شیخ المشائخ حضرت خواجہ ناصرالدین ابی یوسف چشتی رضی اللہ عنہ

آپ سید صحیح النسب و حسینی و چشتی ہیں۔ خرقہ خلافت آپ نے اپنے ماموں ابی محمد چشتی سے پہنا آپ ریاضت و مجاہدہ میں بے نظیر تھے بعد وفات خواجہ صاحبؒ کے آپ مسندِ ارشاد پر زینت بخش ہوئے ایک روز آپ نے خیال کیا کہ آج شب کو دو رکعت میں قرآن ختم کروں گا اس روز آپ سو گئے اور وجہ کاہلی کی یہ معلوم ہوئی کہ پانی سیر ہو کر پی لیا تھا پھر آپ نے بیس سال پانی نہیں پیا۔ جب وفات آپ کی قریب پہنچی بڑے بیٹے خواجہ مودود چشتی کو تحصیل علم کی وصیت فرما کر قائم مقام اپنا بنایا ۳ رجب ۴۵۹ھ میں وفات ہوئی۔ قبر شریف آپ کی چشت میں ہے عمر شریف ۸۴ برس کی ہوئی۔ عارف کامل بود تاریخ وفات ہے۔

ذکر شیخ المشایخ حضرت خواجہ قطب الدین مودود بن ابی یوسف

چشتی رضی اللہ عنہ۔ آپ نے سات برس کی عمر میں تمام قرآن قرأت کے ساتھ حفظ فرمایا پھر تحصیل علم میں مشغول ہوتے پھر آپ جب ۳۶ برس اور ایک قول سے ۲۴ برس کے ہوئے تو آپ کے والد بزرگوار نے وفات پائی۔ بموجب وصیت والد بزرگوار کے اُن کے قایم مقام ہوئے علم ظاہری و باطنی میں بے نظیر وقت تھے تمام مشایخ اُس زمانہ کے آپ کے حلقہ بگوش تھے خلق اور تواضع آپ کی مشہور ہے سلام میں سبقت کرتے تھے تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے تھے اور اپنے غلام اور کنیزک سے بھی اس طرح ملتے تھے حاجت مند کی حاجت پوری کرتے تھے آپ کے خلیفہ بہت تھے مگر مشہور خلیفہ یہ ہیں حضرت شیخ ابی احمد فرزند آنحضرت وفات ۵۷۰ھ مزار چشت میں اور حاجی شریف زندنی و شاہ سُبحان ۵۹۷ھ و حضرت ابو نصیر شکیبانیؒ وفات ۵۰۵ھ و شیخ حسینؒ وفات ۵۶۱ھ و خواجہ سبز پوش وفات ۵۶۴ھ و شیخ عثمان رومیؒ وفات ۵۳۲ھ و شیخ احمد مدرونؒ وفات ۵۵۶ھ خواجہ محمد محمود ہشامؒ وفات ۶۱۰ھ و خواجہ ابو الحسن مالیؒ وفات ۵۳۲ھ قدس اللہ اسرارہم وفات غرہ رجب ۵۲۷ھ یا ۵۵۳ھ میں ہوئی مزار شریف چشت مبارک میں ہے عمر شریف ۹۷ برس آن حجت الاولیا آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ذکر حضرت خواجہ مخدوم حاجی شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے چالیس برس لوگوں سے کنارہ کیا اور جنگل میں رہنا اختیار کیا۔ اکثر اوقات درختوں کے پتے کھاتے تھے خلقت کی صحبت سے تنفر رکھتے تھے جب فاقہ ہوتا سو رکعت شکرانہ ادا کرتے ایک شخص نے سلطان سنجر کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا ہوا اس نے جواب دیا کہ پہلے تو عذاب کا حکم ہوا کہ اس نے ایک روز تھوڑی دیر جامع مسجد دمشق میں حاجی شریف زندنی کی سعادت ملازمت حاصل کی ہے اس کی برکت سے ہم اسکو بخشا ایک روز کسی شخص نے

آپ کے سامنے کچھ نقد پیش کیا آپ نے فرمایا کیا مجھکو درویشوں سے عداوت ہے کہ دشمنِ خدا کو لایا آپ کی وفات ۲ رجب سنہ ۶۱۲ھ میں ہوئی اور ایک روایت سے ۱۰ رجب کو رحلت ہوئی آپکی عمر شریف ایک سو بیس برس کی ہوئی مزار شریف زندنہ میں ہے حاجی شریف تاریخ وفات ہی۔

ذکر حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت حاجی شریف زندنی رضی اللہ عنہٗ کے خلیفہ ہیں علوم ظاہری و باطنی و ریاضات و مجاہدات میں بے نظیر وقت تھے اور شرف صحبت حضرت خواجہ خواجگان مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی حاصل تھا حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الحق والدین چشتی سلطان الہند غریب نواز آپ کے خلیفہ مقبول الاولیائے زمانہ تھے اپنے ملفوظات مبارک میں لکھتے کہ مسکن آپ کا قصبہ ہارون اس میں مقیم تھے۔ آپ کا یہ قول تھا کہ جو کوئی یہ تین خصلتیں رکھتا ہو تحقیق جانو کہ خدا اس کو دوست رکھتا ہے سخاوت مانند دریا کے شفقت مانند آفتاب کے تواضع مانند زمین کے آپ آخر عمر میں مکہ معظمہ میں معتکف ہوئے آپ کے چار خلیفہ تھے حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجریؒ و شیخ نجم الدین صغریؒ و شیخ سعدی النگوہیؒ و شیخ محمد ترک قدس اللہ اسرارہم وفات آپ کی ۶ یا ۵ شوال سنہ ۶۱۷ھ میں ہوئی مزار شریف آپکا مکہ معظمہ میں ہے تاج الاصفیا تاریخ وفات ہے۔

ذکر خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیریؒ

آپ کمالات و مجاہدات میں بیعدل وقت تھے آپ کے قدوم کی برکت سے ہندوستان نورِ اسلام سے منور ہوا اور کفر و شرک دور ہوا آپ سلطان الہند غریب نواز ہیں آپ بعد وفات خواجہ سید غیاث الدین پدر بزرگوار اپنے کا تمام اسباب درویشوں کو تقسیم کیا اور بخارا اور سمرقند میں حفظ قرآن اور تحصیل علم ظاہری کر کے قصبہ ہرون میں خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضر ہو کر

مرید ہوئے خرقہ خلافت پہنکر بموجب ارشاد مرشد ہندوستان تشریف لائے۔ جو کچھ آپ سے
کرامتیں ظاہر ہوئیں وہ مشہور ہیں اور ہر تذکرہ صوفیہ میں موجود ہیں اس مختصر تحریر میں کیا گنجائش
ہے اصل میں آپ سادات سنجرستان سے ہیں مولد شریف اصفہان ہے اور نشو نما خراسان
میں پایا اور نسب قرابت میں حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں
ہیں آپ کے چلہ کا حجرہ جیلاں میں اب تک موجود ہے اور زیارت گاہ خلایق ہے آپ صحیح النسب
سادات حسینی سے ہیں جب آپ نے پیر روشن ضمیر سے نعمت حاصل کر کے مسافرت اختیار کی
باون برس کی عمر تھی جس شہر و دریا میں رہتے اکثر قبرستان میں رہتے جہاں شہرت ہو جاتی
بے خوف کوچ فرماتے چنانچہ خانہ کعبہ و مدینہ منورہ چند مدت اقامت اختیار کر کے موافق اشارۃ
حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہندوستان تشریف لائے اور چالیس برس اجمیر شریف
میں سکونت اختیار کی ۶ ماہ رجب ۶۳۳ھ میں وفات پائی اور یہ بھی روایت ہے کہ بعد متاہل
ہونے کے حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ سترہ سال زندہ رہے عمر شریف آپ کی ۹۲ سال
کی تھی مزار شریف آپ کا اجمیر شریف میں ہے۔ آفتاب ملک ہند تاریخ وفات ہے اور آپ
کے یہ خلیفہ ہیں۔ حضرت خواجہ قطب الدین۔ بختیار کاکی اوشیؒ و حضرت خواجہ فخرالدین ابن خواجہ معین الدینؒ
و قاضی حمید الدین ناگوری و شاہ عبداللہ کرمانی و پیر کریم سیلونی و شیخ وحید الدین و سلطان التارکین
شیخ حمیدالدین صوفی ناگوری و شیخ برہان الدین عرف بدھو و شیخ احمد و شیخ محسن و شیخ سلطان غازی
و شیخ شمس الدین و خواجہ حسن خیاط و جیپال جوگی المعروف عبداللہ و بی بی حافظ جمال قدس اسرارہم

ذکر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رضی اللہ عنہ

آپ سادات حسینی سے ہیں قصبہ اوش میں تولد ہوتے بعد حصول علم اخلاق ظاہری و باطنی
بغداد شریف میں امام اللیث کی مسجد شریف میں بیعت خواجہ معین الدینؒ سے مشرف ہوتے
بعدہٗ دہلی تشریف لائے خواجہ بزرگ از راہِ شفقت آپ کو بختیار فرماتے تھے۔ حضرت

سلطان المشایخ سے منقول ہے کہ ایک روز آپ نے حوض شمسی میں سے گرم کاک یاروں کیلئے نکالے اس روز سے کاکی کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ آسمان سے اترے تھے وفات آپکی ۱۴ ماہ ربیع الاول ۶۳۴ھ میں ہوئی اور وفات ایک روایت میں ۶۳۵ھ مزار شریف دہلی مہرولی شریف میں حوض شمسی کے قریب ہے عمر شریف آپ کی باون برس اور ایک قول ستائیس کو بھی نہیں پہنچی تھی وفات او خواجہ بود اور نور علیٰ نور بود تاریخ وصال ہے۔ خلیفہ آپکے یہ ہیں شیخ فریدالدین شکر گنج بدرالدین غزنوی مزار دہلی میں و شیخ فخرالدین بلخی و شیخ ضیا رومی و سلطان شمس الدین اولیا مزار دہلی و بابا بحری بحر دریا مولانا فخرالدین حلوائی و شیخ سعدالدین خلیفہ و شیخ محمود بہاری مزار دہلی و مولانا محمد جاجرمی و سلطان ناصرالدین غازی و قاضی حمیدالدین ناگوری و شیخ محمد مزار نارنول و مولانا برہان الدین حلوانی و شیخ سماجی و شیخ احمد بہنی مزار قریب مالاگڑھ ضلع بلند شہر و شیخ حسین فیروز و شیخ بدرالدین ہوئے و شیخ نظام الدین ابوالموید مزار کویل و شاہ خضر قلندر و شیخ نجم الدین قلندر قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم۔ مگر اہل سیر کو بعض میں کلام ہے۔

ذکر شیخ المشائخ حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر اجودہنی رضی اللہ عنہ

آپ کمالات ظاہری و باطنی میں بے نظیر تھے نسب شریف آپ کا عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچا ہے اور والد ماجد آپ کے قاضی جمال الدین بادشاہ کابل کی اولاد سے تھے بعد تباہی سلطنت آپ کے جد بزرگوار قاضی شعیب نامی اپنے متدین فرزندان اور قبائل کے صوبہ لاہور قصبہ کتھوال میں کہ علاقہ ملتان کا ہے سکونت اختیار کی آپ کے دو بھائی اور تھے شیخ اعزالدین محمود و شیخ نجیب الدین متوکل آپ کی والدہ ماجدہ نہایت عابدہ زاہدہ تھیں بچپن میں آپکو نماز کے واسطے تاکید فرماتیں اور مصلے کے نیچے کسی قدر شکر رکھ دیتی تھیں آپ نماز سے فراغت پاکر اس کو تناول فرماتے ایک روز شکر نہ رکھی آپ نے بعد نماز تلاش فرمائی۔ غیب سے بہت سی

شکر مصلے کے نیچے پیدا ہو گئی اسی روز سے آپ کو گنج شکر کہتے ہیں خلافت کا خرقہ آپ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ سے پہنا ہے آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ علم ظاہری و باطنی میں آپ کو کمال تھا تھوڑی مدت میں اکثر علوم نادر کی تحصیل کے واسطے ملتان کی طرف گئے اور مدرسہ میں کتاب نافع تمام پڑھتے تھے جب قطب صاحب ولایت سے ہندوستان آتے ہوئے ملتان شہر کے نزدیک ٹھہرے نظر فیض اثر آپ پر پڑی دریافت کیا کہ اے لڑکے یہ کون سی کتاب ہے عرض کی یہ کتاب نافع ہے علم فقہ میں حضرت نے فرمایا کہ تجھکو کو نافع ہے نفع ہو گا۔ اس بات سے آپ کو ربودگی حاصل ہوئی اور حضرت کی خدمت اختیار کی جب حضرت دہلی کی طرف چلے آپ بھی چند منزل رکاب میں چلے حضرت نے فرمایا بابا فرید جا اور کچھ مدت تک ملتان میں تحصیل علم کر پھر دہلی میرے پاس آنا آپ فرمان بجالائے اور پانچ برس میں علم کامل حاصل کر کے دہلی پہنچے اور قدم بوسی حضرت سے مشرف ہو کر ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہوئے ہر ہفتہ حضور پر نور کی خدمت میں حاضر ہوتے چند سال کے بعد طلب ارشاد کے واسطے عرض کیا فرمایا طے کا روزہ رکھو آپ نے طے کا روزہ رکھا افطار کے وقت ایک شخص چند نان لایا اُن سے روزہ افطار کیا اسی وقت دیکھا کہ ایک کوا مردار کی آنت منہ میں لیے بیٹھا ہے اُس پر نظر پڑتے ہی دل برا ہو کر قے ہو گئی۔ یہ واقعہ اپنے پیر کے سامنے عرض کیا فرمایا کہ تو نے تین روز کے پیچھے طعام خماری سے روزہ افطار کیا تجھ پر حق سبحانہٗ کی عنایت تھی وہ کھانا معدہ میں نہ رہا اب تین دن اور طے کر اور جو کچھ غیب سے پہنچے اس سے افطار کر آپ حکم بجالائے اور متواتر کیا طے ضعف نے نہایت غلبہ کیا کچھ رات گئی تھی کہ کثرت سوختگی سے بیتاب ہو کر زمین سے چند سنگریزے لے کر منہ میں ڈالے وہ سنگریزے شکر پھر آدھی رات بعد منہ میں ڈالے وہ بھی شکر ہو گئی اسی طرح تین مرتبہ کیا یقین ہوا یہ اللہ جل شانہٗ کی عنایت ہے۔ جب دن نکلا یہ حال مرشد کی خدمت میں عرض فرمایا تو نے خوب کیا وہ عالم غیب سے آئی تھی چاہئے شکر کہ

تو ہو جائے گا اُسی روز سے بعض کے نزدیک آپ شکر گنج مشہور ہوئے اور سیرالاقطاب
لکھا ہے کہ جب آپ نے پیر سے رخصت چاہی حضور نے چشم پُرآب ہو کر فرمایا کہ اے
فریدالدین میں جانتا ہوں کہ میرے آخری وقت میں تو نہ ہوگا دو تین روز کے بعد پہنچیگا
پس فاتحہ پڑھی اور رخصت کیا فرمایا کہ تیری امانت قاضی حمیدالدین کے حوالے کیجائیگی
اُن سے لے لینا۔ پھر آپ شہر ہانسی میں آئے اور کچھ مدت رہے آپ کے پیر نے رحلت کی
اُسی رات دیکھا کہ حضرت پیر بُلاتے ہیں۔ جلد ہانسی سے روانہ ہوئے تیسرے روز دہلی
پہنچے آپ نے پیر کے روضہ کی زیارت کی اور بیٹھے اور خرقہ وغیرہ جو قاضی صاحب کے
پاس امانت تھے پایا تین روز دہلی رہے چوتھے روز بعد نماز فجر ہانسی کی طرف روانہ متوجہ ہوئے
ہر چند لوگوں نے واسطے رہنے کے عاجزی سے عرض کیا فرمایا جو کچھ عنایت خواجہ کی ہے
جہاں رہونگا ساتھ ہے پھر آپ ہانسی آئے جب وہاں شہرت زیادہ ہوئی وہاں سے نقل
فرما کر موضع اجودہن ویرانے میں تشریف لائے کہ دلجمعی سے یہاں پر عبادت کرسکونگا
وہاں بھی بڑے بڑے امیر آپ کے مطیع و معتقد و مُرید ہوئے ہجوم خلق سے تنگ آکر پھر آپ نے
کسی اور جگہ جانا چاہا غیب سے آواز آئی کہ اے شیخ تنگ نہو جفائے خلق پر تحمل کر اُسی روز
سے آپ نے کسی کو زیارت سے منع نہیں کیا ایک روز آپ آپکی خدمت میں زکوٰۃ کا ذکر چلا
آپ نے فرمایا زکوٰۃ تین وجہ پر ہے۔ زکوٰۃ شریعت زکوٰۃ طریقت زکوٰۃ حقیقت زکوٰۃ شریعت کے
دو سو روپیہ پر پانچ روپے ہیں جو مستحقوں کو دے زکوٰۃ طریقت وہ ہے کہ دو سو روپیہ میں
پانچ روپے رکھے۔ باقی سب خدا کی راہ میں دے ڈالے زکوٰۃ حقیقت وہ ہے کہ دو سو روپیہ کے
دو سو روپیہ خدا کی راہ میں نثار کرے سوائے خدا اور رسول کے اُس کے پاس کچھ نہ رہے
کیونکہ درویشی خود فروشی و بیخویشی ہے ایک روز درویشی کا ذکر آپ کی مجلس میں آیا۔ فرمایا
درویشی پردہ پوشی ہے۔ درویشی کو چار چیز چاہئیں۔ اوّل چشم کو کور کرے تاکہ لوگوں کا عیب
نہ دیکھے دوسرے کان کو بہرہ کرے تاکہ ممنوعات نہ سُنے تیسرے زبان کو گنگ کرے۔

کہ ناگفتنی بات نہ کہے چوتھے پاؤں کو لنگڑا کرے تاکہ خواہش نفس سے خراب رویہ نہ جائے جس میں یہ چار خصلتیں ہوں وہ درویش ہے۔ خواہ اہلِ دنیا کے لباس میں ہو ورنہ نعوذ باللہ چھوٹا مدعی وراہزن وخود پرست ہے ہرگز اُس میں درویشی نہیں۔ پھر فرمایا کہ اس کی راہ میں دل کی حضوری اور حضور دل اُس وقت حاصل ہوتا ہے کہ لقمۂ حرام سے پرہیز کرے اور دُنیا دار سے اجتناب رکھے یعنی پرہیز کرے اور اہلِ دنیا کے ساتھ صحبت نہ رکھے آپ کے خلیفہ بہت ہیں جن کے نام نامی ملفوظات میں درج ہیں یہاں بنظر اختصار قلم انداز کیے گئے ہیں مگر افضل ترین اور مشہور ترین چار خلیفہ ہیں۔ حضرت تاج الاولیا حضرت شیخ علاؤالدین علی احمد صابر کلیریؒ حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ وقطب العالم شیخ جمال ہانسویؒ و شیخ بدرالدین اسحاق قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم اِن چاروں کے حق میں باباصاحب نے یہ فرمایا ہے۔ نظام جانِ ماست۔ صابر صبر ماست۔ جمال جمال ماست۔ بدر دست ماست۔ آخر عمر میں آپ کو استغراق زیادہ ہوا یہاں تک کہ وقت نماز مکرر پوچھتے کہ آیا نماز ادا کی ہے یا نہیں اگرچہ آپ نماز ادا فرما لیتے تھے اور خادم بھی عرض کرتے کہ آپ نے نماز ادا کرلی ہے مگر نماز میں پھر مشغول ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدا جانے پھر نماز پڑھنے پر میں قادر ہوں یا نہوں۔ اور یہ بھی فرماتے کہ جس نے خلاف شریعت کیا وُہ درویش نہیں۔ چنانچہ آپ نے نمازِ عشا چند مرتبہ ادا کی اس جگہ احقر لکھتا ہے کہ جو درویش یہ کہتے ہیں کہ جب فقیر کامل و مکمل ہو چکا پھر اُس پر نماز فرض نہیں۔ خدا جانے وہ کس کتاب و کس ذریعہ سے یہ کہکر بری ہو جاتے ہیں یا ترک کر دیتے ہیں ہاں البتہ ایک بزرگ کا قول یاد آیا کہ انہوں نے مجھ سے فرمایا۔ آج کل تصوف کا حال لکھنا اچھا نہیں مخلوق گمراہ ہو جاتی ہے کسب اور مجاہدہ تو رہا نہیں فقط تصوف کی کتابیں دیکھ دیکھ کر پیر بن جاتے ہیں اور جو چاہتے زبان سے نکال دیتے ہیں۔ اگر اُن سے کوئی ذکر و شغل دریافت کرے تو بالکل کورے ہیں یہ علم سینہ در سینہ چلا آیا ہے۔ اُن کو خبر اس کی کیا کہ کس طرح شیخ مجاہدہ لیتے ہیں اور کراتے ہیں اور اگر کسی نے

ذکر و شغل کی ترکیب لکھ بھی دی ہے وہ ایسی خراب ہوتی ہے کہ اس کو دیکھکر کرتے ہیں اور تمام عمر خراب رہتے ہیں کچھ نہیں ہوتا ہے شیخ اور بے مجاہدہ کبھی کچھ حاصل نہیں ہوتا اور جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارا شیخ مجاہدہ نہیں لیتا ہے ویسے ہی حاصل ہو جاتا ہے وہ جھوٹا ہے کبھی کسی کو بلا مجاہدہ حاصل نہیں ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک دیکھ لو کہ کسی کو بلا مجاہدہ حاصل نہیں ہوا ہے ہاں یہ بات ضروری ہے بعض مشایخ نے بعض مریدوں کو ابتدا میں بیعت کرنے کی اجازت دیدی ہے کہ اُن کو معلوم ہو گیا کہ صاحب فیض ہو گا۔ مگر کسب اور مجاہدہ انھوں نے بھی پورا کیا ہے اور جو صاحب کسی کی ایک نظر کیمیا اثر کا دیا ہو گئے ہیں وہ نظری ہوتے ہیں صاحب ارشاد نہیں ہوتے اور ارشاد تین طرح کا ہوتا ہے اوّل اعلیٰ مرتبہ وہ ہے کہ کسب و مجاہدات و مقامات پورے ہو کر کامل و مکمّل ہو چکا ہے اور پھر شیخ نے اجازت دی دوم وہ ہے کہ شیخ نے بموجب حکم کے درمیان اجازت دیدی ہی سوم وہ کہ شیخ نے لایق دیکھکر اجازت دیدی ہے اگرچہ بتوجہ روحانیت پیرانِ عظام اسی وقت سے اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور بزمرۂ صاحب ارشاد داخل ہو جاتے ہیں۔ مگر کامل و مکمّل نہیں کہلاتے اس وقت تک کہ کسب پورا نہ کرے۔ چنانچہ وہ بھی کسب پورا کرتے ہیں۔ اور پہلے بزرگوں نے جو مجاہدات کیے ہیں اب کیا کوئی کریگا بطور تمثیل چند نام اسی سلسلے کے لیتا ہوں حضرت شیخ عبد الحق ردولی رحمۃ اللہ علیہ قبر کھود کر چھ ماہ قبر میں تنہا رہے اور عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ چھ ماہ املی کے کھوکر میں تنہا رہے اور جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ نے تین برس تک مجاہدات شاقہ کیے جب حاصل ہوا اسی طرح سے نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کا حال ہے ہمارے حضور دادا پیر دستگیر سیّدنا شاہ خاموش صاحب دکّنی چشتی صابری رحمۃ اللہ چھتیس سال زبان سے خاموش رہے۔ سوائے تعلیم و تربیت مریدان صادق کے کوئی دُنیا کی بات نہیں کی مکّہ و مدینہ شریف میں ایک سال تک جبل ثور وغیرہ پر چلّہ جات شغلِ شمسی وغیرہ فرمائے جس سے چشم مبارک میں آشوب

آگیا تھا اور پانچ تولہ کے اندازہ میں حضور کی غذا تھی اب لوگ جو چاہیں سو کہدیں تصوف کی کتابیں واسطے منتہی کے نہیں جس سے ان کو کوئی شبہ ہو تو دیکھ لیں۔ مبتدی کو حضرات عارفین پہلے عقائد صوفیہ و لوایح جامی وغیرہ پڑھاتے ہیں آمد برسر مطلب وفات شریف آپ کی روز سہ شنبہ ۵ ماہ محرم ۶۶۴ھ میں ہوئی عمر شریف آپ کی ۹۵ برس کی ہوئی مزار شریف اجودھن عرف پاکپٹن شریف میں ہے آں خواجہ تاریخ وفات ہے۔ اور خلیفہ آپ کے یہ ہیں۔ شیخ نجیب الدین متوکل مزار دہلی و شیخ محمد صابر و شیخ داؤد جاہی و شیخ سید امام علیؒ لاحق سیالکوٹی مزار شریف سیالکوٹ و شیخ منتخب الدین مزار دیوگیر دکن خلد آباد و سید محمدؒ بن سید محمود کرمانی مزار دہلی و شیخ ضیاالدین نخشبی وغیرہ قدس اللہ اسرارہم۔

ذکر حضرت خواجہ علاالحق والدین مخدوم علی احمد صابر چشتی کلیری رضی اللہ عنہ

آپ کے والد ماجد کا نام عبدالرحیم عبدالسلام ابن حضرت سیف الدین عبدالوہاب ابن حضرت غوث الثقلین قدس اللہ سرہ العزیز آپکی شان عظیم اور رتبہ بلند کی نسبت کیا لکھا جا سکتا ہے عیاں را چہ بیاں' آپ قطب الکاملین حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج قدس سرہٗ کے خواہر زادہ ہیں اور داماد بھی ہیں آپ نے خرقہ خلافت اپنے پیر مرشد حضرت باباصاحب سے حاصل کیا اور باباصاحب نے آپ کی نسبت یہ فرمایا کہ میرے دل کا علم علی احمد صابر میں ہے آپکا لقب علاوالدین اور خطاب مخدوم اور جناب الٰہی عطا ہوا اور صابر لقب خود حضرت باباصاحب نے عطا فرمایا۔ کیونکہ نقل ہے کہ باباصاحب نے خدمت لنگر خانہ آپ کے سپرد کی آپ نے بہت کوشش سے اس کام کو انجام دیا اور کبھی ایک دانہ تک بھی نہ کھایا ایک روز حسب اتفاق باباصاحب نے دریافت کیا کہ علاوالدین تم یہ صرف تقسیم ہی کرتے ہو یا کھاتے بھی ہو۔ آپ نے عرض کیا کھلاتا ہوں حضرت کا ارشاد یہی تھا میرے کھانے کی نسبت نہ تھا باباصاحب یہ سنکر متعجب ہوئے اور فرمایا کہ علاوالدین علی احمد صابر ہے آپ کا تقویٰ اور صاحب عزلت و تجرید ہونا مشہور ہے

اور کتب ہائے سیر میں موجود ہے کہ آپ پر وحدانیت اس درجہ غالب تھی کہ آپ نے اسی جوش میں یہ ارشاد کیا ہے از بسرالاقطاب شو خود کو اتنا مٹا کہ تو نہ رہے نیری ہستی کا رنگ و بو نہ رہے۔ اس قدر ڈوب ہو میں اے صابر۔ کہ بجز ہو کے غیر ہو نہ رہے۔ آپ ہمیشہ صائم رہتے تھے صرف گولریاں پکا کر بے نمک نوش فرماتے تھے اور چونکہ آپ کو استغراق بہت تھا واسطے نماز کے حضرت شمس الدین کو یہ حکم تھا کہ جب نماز کا وقت آئے اذان کہو کہ ہوش آ ئے اور نماز پڑھوں چنانچہ ایسا ہی ہوتا تھا کہ جس وقت اذان سنی فوراً وضو کے واسطے پانی طلب کیا اور نماز پڑھی آپ نے کسی کو بیعت نہیں کیا سوائے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی اور اُن کو ہی خلیفہ کیا اور جب سے آپ نے بابا صاحب سے ولایت کلیر کی پائی تھی ہمیشہ کلیر ہی میں رہے ۱۳ ماہ ربیع الاوّل سنہ ۶۹۰ھ میں وصال فرمایا مزار کلیر شریف میں ہے شہرۂ آفاق ہے۔ شعر

علاؤالدین علی جاں شکر گنج | کہ شد در ذاتِ مطلق محو و معدوم
زبس بود ست مخدومِ خلائق | بشد سالِ وفاتش نیز مخدوم

ذکر حضرت قطب الابدال شیخ خواجہ سید شمس الدین ترک پانی پتی رح

ابن سید احمد بزرگ ابن سید عبدالمحمود قدس سرہم آپ ریاضت و مجاہدات میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ آپ نے خرقہ خلافت حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری قدس سرہٗ سے پہنا ہے اور آپ اولاد حضرت خواجہ احمد یسوی قدس سرہٗ سے ہیں مسکن آپ کا دیار ترکستان میں تھا جب تحصیل علوم باطنی کا شوق پیدا ہوا اکثر بزرگوں کی خدمت میں گئے مگر مطلب حاصل نہیں ہوا آخر میں حضرت بابا صاحب شکر گنج قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہاں سے بموجب ارشاد بابا صاحب حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر قدس سرہٗ کی خدمت میں کلیر شریف میں حاضر ہوئے اور چند مدت حضور مخدوم صاحب کی خدمت میں حاضر رہے پھر مخدوم صاحب نے پانی پت کی ولایت عطا فرمائی۔ آپ پانی پت تشریف لیگئے وہاں جاکر آپ سے خوارقِ عادات

ذکر امامت کا ظہور ہوا جو کتب ہائے سیر میں موجود ہے۔ آپ کو آخر میں استغراق ہو گیا تھا مگر اذان سنتے ہی نماز کے واسطے ہوش آجاتا تھا آپ نے خلیفہ جلال الدین کبیر الاولیا کو کیا۔ ۱۰ جمادی الثانی ۷۱۶ھ کو اس جہان فانی سے رحلت فرمائی مرقد منور آپ کا پانی پت شریف ہے قطعہ

حسرتا آں خواجہ شمس الدین ترک　　　از کمال خاکساری شد بہ خاک

سال وصلش از سر جوش الم　　　ہاتفے گفتا بمن۔ مخدوم پاک

ذکر قطب الاقالیم حضرت خواجہ شیخ جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اولاد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہیں۔ آپ کی ولادت پانی پت میں ہوئی اور رسالی میں آپ نہایت حسین تھے اور منظور نظر حضرت شاہ شرف الدین بو علی قلندر قدس سرہ کے تھے آپ کے والد ماجد بہت بڑے دولتمند تھے آپ کو سیر و شکار کا بہت شوق تھا چنانچہ ایکروز لباس فاخرہ پہن کر گھوڑے پر سوار ہو کر خانقاہ حضرت شیخ شمس الدین ترک قدس سرہ کے سامنے سے نکلے حضرت شیخ کی نظر کیمیا اثر آپ پر پڑی آپ فوراً گھوڑے سے اتر کر حضرت شیخ کی خدمت میں گئے اور بیعت کی اور متوجہ الی اللہ ہو گئے اور ریاضت و مجاہدہ کیا کہ اپنا نظیر دنیا میں نہ چھوڑا اور مرتبہ تکمیل و ارشاد کو پہنچے آخر میں آپ کو استغراق ہو گیا تھا مگر نماز کا اہتمام تھا کہ جب نماز کا وقت ہو میرے مونڈھے پکڑ کر ہلا دیں تاکہ نماز ادا کروں چنانچہ ایسا ہی ہوتا تھا آپ سے کرامات و خوارق عادات بہت سے ظہور میں آئے جن سے تمام تذکرے بھرے ہوئے ہیں۔ اس مختصر تحریر میں کیا گنجائش ہے آپ کی نظر کیمیا اثر سے بہت اولیا ہوئے بعض نظری اور بعض صاحب کسب و مجاہدات اور بہ اشارہ حضرت مخدوم علی احمد صابر قدس سرہ ما کہ شمس را جلال کا فیست آپ ہی کی نسبت تھا اُن اولیاء اکابر میں سے چند نام صاحب سیر الاقطاب نے لکھے ہیں۔ خواجہ عبد القادر قدس سرہ، خواجہ ابراہیمؒ و خواجہ شبلی مزار پانی پت و خواجہ کریم الدینؒ و خواجہ عبد الواحد و مخدوم شیخ زینا و حضرت شیخ احمد قلندر رحمۃ اللہ علیہ

وحضرت شیخ عبدالحق ردولوی و حضرت شیخ بہرامؒ مزار بڈولی و شیخ شہاب الدینؒ مزار کیرانہ
وحضرت موسیٰؒ بہاری و قاضی محمدؒ اودیا سیلان پوری و شیخ شعیبؒ مزار سونی پت و شیخ حسینؒ
مزار موضع بھیرہ و شیخ نظام سنامیؒ و شیخ برن پوریؒ و سید محمودؒ و شیخ سراج الدینؒ و پیر
کھنیا قدس اللہ اسرارہم وفات ۱۳ ربیع الاول ۷۶۵ھ میں ہوئی شاہ ولایت بود تاریخ وصال
ہے مزار شریف آپ کا پانی پت ہے قطعہ

نقل کرد از جہاں بے بنیاد — آں شہ مقبلاں جلال الدین
سال وصلش اگر زمین پرسی — بود شاہ ولایت است سنین

ذکر شیخ العالم قطب الابدال حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولی صاحب توشہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ بچپن ہی سے نیک بخت تھے سات برس کی عمر میں اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ نماز تہجد
ادا کرتے تھے ایک روز آپ کی والدہ ماجدہ صاحبہ نے کہا کہ بچے تم پر تو نماز فرض بھی نہیں
ہوئی تم یہ نماز کیوں پڑھتے ہو آپ نے خفا ہو کر کہا کہ آپ پڑھتی ہو اور دوسروں کو منع کرتی
ہو پھر آپ اپنے بھائی تقی الدین کے پاس دہلی چلے گئے انھوں نے آپ کو علم عربی شروع کرایا
چونکہ آپ کو دوسری تلاش تھی اکثر فقراء دہلی کی خدمت میں جاتے رہتے تھے جب آپ کا مطلب
دہلی میں پورا نہ ہوا پانی پت حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیا کی خدمت میں حاضر ہوتے
حضرت شیخ نے کمال عنایت سے دیکھا اور بیعت کیا بیعت ہوتے ہی وہ ریاضت و مجاہدات
کیے کہ اپنا نظیر نہ رکھتے تھے چند عرصہ کے بعد حضرت شیخ نے آپ کو خرقہ خلافت پہنایا اور
پانی پت سے چلکر کچھ زمانہ شہر اودھ میں وہاں سے اپنے مکان پر ردولی ضلع بارہ بنکی
تشریف لیگئے آپ کے خوارق عادات و کرامتیں بہت ہوئیں آپ کو استغراق رہتا تھا مگر نماز کے
واسطے خادموں کو حکم تھا کہ نماز کے وقت تین مرتبہ حق حق حق کہو کہ نماز پڑھوں آپ کی
عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی ۱۵۔ جمادی الثانی ۸۳۷ھ میں رحلت فرمائی۔ قطعہ

حضرتِ مخدوم قطب ابدالِ حق | چوں حجابِ ہستی خود کردہ شق
بہر تاریخش ندا آمد زغیب | عارفِ حق احمد عبدالحق بحق

مرقدِ پاک آپ کا قصبہ ردولی ضلع بارہ بنکی میں ہے خلیفہ آپکے یہ ہیں حضرت شیخ عارف احمد و شیخ بختیار قدس اللہ اسرارہم

ذکر حضرت مخدوم شیخ عارف احمد صاحب ردولی قدس اللہ سرہ،

آپ مادر زاد ولی تھے ریاضت و مجاہدات و عجز و انکساری و خلق محمدی و کشف و کرامات و اسرار حقایق میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے آپ نے خرقہ خلافت اپنے والد ماجد حضرت مخدوم احمد عبدالحق قدس سرہ سے پہنا اور پنجاہ سال کی عمر شریف میں آپ نے وصال فرمایا وفات آپکی ۱۷ صفر ۸۵۹ھ میں ہوئی۔ قطعہ تاریخ

چو زیں دُنیائے دوں رخت سفر بست | جناب شیخ عارف عارف حق
عجب تاریخ وصلش جلوہ گر دید | ز قطب الحق معلیٰ عارفِ حق

ذکر حضرت مخدوم شیخ محمد عارف صاحب ردولی رضی اللہ عنہ،

آپ خلیفہ و جانشین اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ عارف احمد صاحب قدس اللہ سرہ کے ہیں آپ قدم بقدم اپنے جدِ اعلیٰ و والد بزرگوار تھے آپ کے کمالات بہت ہیں آپ سے مخلوق کو بہت بہت نفع ہوا چنانچہ مثال اس کی یہ ہے کہ قطب العالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہا آپ کے ہی خلیفہ ہیں ۲۴ شعبان و برایتے ۲۱ رمضان ۸۹۸ھ میں رحلت فرمائی مزار شریف ردولی میں ہے۔ قطعہ

کرد از دُنیا شوے عقبیٰ | آں محمد عارف صاحب کمال
ہاتفِ غیب از مہ بے انتہا | ہائے آں مخدوم عالم گفت سال

۸۹۸ھ

ذکر قطب العالم حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رضی اللہ عنہ

بن شیخ محمد اسمٰعیل حنفی قدس سرہٗ آپ بہت بڑے کامل و بے نظیر۔ نظر کیمیا اثر میں مشہور و معروف ہیں آپ کے حالات سے کتابیں بھری ہوئی ہیں مختصر حال آپ کا یہ ہے کہ قدیم مسکن ردولی تھا اور آپ حضرت شیخ عارف احمد قدس سرہٗ کے داماد ہیں اور حضرت شیخ محمد عارف قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں۔ آپ کو فیض روحانی حضرت مخدوم شیخ احمد عبد الحق ردولی قدس سرہٗ سے اور دیگر مشائخ کبار سے بھی نفع ہوا اور خلافتیں عطا ہوئیں جیسے حضرت شیخ محمد درویش بن محمد قاسم اودہی۔ پھر آپ ردولی سے شاہ آباد تشریف لائے اور پینتیس سال وہاں رہے اس کے بعد گنگوہ شریف تشریف لائے آپ سے خوارقِ عادات و کرامتیں بہت ظاہر ہوئیں آپ ہمیشہ صایم رہتے تھے آخر میں آپ کو استغراق ہو گیا تھا مگر نماز کے واسطے یہ حکم تھا کہ تین مرتبہ حق حق حق کہو کہ نماز پڑھوں آپ کے بہت خلیفہ تھے مگر مشہور یہ خلیفہ ہیں حضرت جلال الدین تھانیسری و شیخ عبد الغفور اعظم پوری و شیخ خان جونپوری و شیخ عبد العزیز کیرانوی و شیخ عبد الستار سہارنپوری عبد اللہ الاحد پدر شیخ احمد سرہندی و میر سید رفیع الدین اکبر آبادی و شیخ عبد الرحمٰن و شیخ عبد الکریم بالا پیر ہن شیخ عبد القدوس گنگوہی و شیخ بھوار و شیخ رکن الدین بن عبد القدوس گنگوہی قدس اللہ اسرارہم وفات آپ کی ۲۳۔ جمادی الثانی ۹۴۵ھ میں ہوئی مزار آپ کا گنگوہ ضلع سہارنپور میں ہے سال وفات شیخ اجل ہے۔ قطعہ

چوں ز دُنیا بسوئے عقبیٰ رفت	عبد قدوس گنج علم عمل
پئے تعظیم او سروش زمین	سال وصلش بگفت شیخ اجل

ذکر حضرت جلال الملت و الدین ابن شیخ محمود فاروقی تھانیسری رضؓ

آپ کے خوارق عادات و کرامات اس قدر کتابوں میں تحریر ہیں جو اس مختصر میں سما نہیں سکتے

آپنے خرقہ خلافت شیخ عبدالقدوس قدس سرہ سے پہنا ہے مسکن آپ کا تھانیسر میں ہے۔
آپ سات برس کی عمر میں قرآن حافظ ہوئے اور سترہ برس کی عمر میں علوم دینی و دنیوی سے
فراغت پاکر صاحب تقویٰ ہوئے جب حضرت شیخ عبدالقدوس قدس سرہٗ شاہ آباد
میں رونق افروز ہوئے آپ کو معلوم ہوا کہ جلال الدین تھانیسری کو بیعت کرو۔ اسوقت حضرت
تھانیسر گئے اور نظر کیمیا اثر آپ پر ڈالی آپ فوراً حضرت کے قریب آئے اور دریافت کیا
جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت ہیں تعظیم بجالائے اور کچھ گفتگو مسائل میں ہوئی بعد گفتگو
بیعت کی اور وہ ریاضت و مجاہدہ کیا کہ آج تک آپ کی تمثیل دیتے ہیں خلیفہ آپکے بہت ہیں
مگر مشہور خلیفہ یہ ہیں حضرت نظام الدین بلخی و شیخ عبدالشکور و قاضی سالم کیرانوی
و شیخ موسیٰ و شیخ عیسیٰ و سید فاضل تو بانہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم وفات آپ کی
۲۵۔ ذی الحجہ ۹۸۹ھ میں ہوئی۔ قطعہ

آن شیخ جلال الدین با جلال	سر دفتر اولیاء کامل
سر دفتر اولیاء یہال	رفت از سر جاں جو بہر جاناں

ذکر قطب الاقطاب حضرت شیخ نظام الدین بلخی فاروقی رضؓ

آپ تمام اولیاء و اقطاب کے لیے حجت قاطع و برہان ساطع ہیں اور ریاضت و مجاہدات و کشف و
کرامات میں عجوبہ روزگار تھے اور تکمیل و ارشاد میں یگانہ زمانہ تھے کہ ایک نظر میں
طالب صادق کا کام پورا ہوتا تھا۔ اور اقتباس الانوار میں لکھا ہے کہ آپ کا اصل وطن
تھانیسر تھا آپ مکہ معظمہ گئے اور بلخ میں آکر سکونت اختیار کرلی آپ بہت بڑے صاحب
تصانیف ہیں بلکہ ثانی ابن عربی تھے اور آپ کے بہت خلیفہ تھے مگر مشہور خلیفہ
یہ ہیں حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی و شیخ حسین لاہوری و شیخ پایندپوری و شیخ
عبدالکریم لاہوری و شیخ عبدالرحمٰن کشمیری و سید قاسم برہانپوری و شیخ اللہ داد لاہوری

و شیخ دوست محمد صوفی لاہوری و شیخ مصطفیٰ و شیخ عبد الفتاح ساکن اندری قاضی
عبد الحی اکبرآبادی و شیخ محمد صادق برہانپوری و شیخ فلیح اکبرآبادی و شیخ جان اللہ لاہوری
مزار لاہور و سید عوض علی غواص مزار ملک یوسف زماں قدس اللہ اسرارہم وفات آپ کی
۷ رجب ۱۰۳۵ھ میں ہوئی مزار شریف بلخ میں ہے شاہباز طریقت تاریخ وفات ہے قطعہ

شاہ فقر و فنا نظام الدین ۔۔۔ رفتہ چوں زیں جہان پُر ز ملال
بہر نقل از ورائے پردہ غیب ۔۔۔ شاہباز طریقت آمد سال

ذکر حضرت شیخ ابو سعید بندگی نبیرہ شیخ عبد القدوس رضی اللہ عنہ

آپ بہت بڑے صاحب ریاضت و مجاہدات و شاہباز بلند پرواز تھے آپ نے خرقہ خلافت
حضرت نظام الدین بلخی سے پہنا اقتباس الانوار میں لکھا ہے کہ جب حضرت نظام الدین بلخی
تھانیسر میں تھے آپ اس وقت بیعت ہوئے تھے مگر تکمیل نہ ہونے پائی تھی کہ حضرت نے
سکونت بلخ کی اختیار کر لی بعد تشریف لیجانے حضرت کے آپ کو بہت پریشانی ہوئی اور
بہت جگہ درویشوں میں پھرے مگر کسی جگہ مطلب حاصل نہیں ہوا اسی پریشانی میں
رہتے تھے کہ حضرت شیخ عبد القدوس قدس اللہ سرہ سے بشارت ہوئی کہ نظام الدین
کے پاس بلخ جاؤ آپ بلخ کو تشریف لیگئے اور بہت مدت تک شیخ کی خدمت میں رہے
اور وہاں سے خلافت لیکر گنگوہ تشریف لائے اور مسند ارشاد پر بیٹھے اور آپ سے بہت
سی کرامتیں ظاہر ہوئیں اور فیض ہوا آپ کے پانچ خلیفہ اولوالعزم تھے - اوّل
شیخ محمد صادق گنگوہی دوسرا ابراہیم رامپوری تیسرے شیخ محب اللہ الہ آبادی چوتھے
شیخ ابراہیم سہارنپوری پانچویں شیخ خواجہ پانی پتی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم
وفات آپ کی یکم ربیع الثانی ۱۰۴۹ھ میں ہوئی آپ کا مزار شریف گنگوہ شریف میں ہے۔
تاریخ وفات شاہباز بہشت بودہ ہے۔

ذکر خاص فضائل اختصاص حضرت شیخ محمد صادق صاحب

محبِ واثقِ خالقِ مطلق محبوب النبی مجمع فضائل تا متناہی گنگوہی بن فتح اللہ بن شیخ عبد الصمد بن شیخ عبد الحمید بن شیخ عبد القدوس قطب العالم گنگوہی رضی اللہ عنہم خلیفہ حضرت ابو سعید گنگوہی قدس سرہٗ کے ہیں آپ کی ولادت سترہ شہر ربیع الثانی ۹۸۹ھ میں بمقام گنگوہ بہ شوکت شکوہ ہوئی آپ کی صفات و خرق عادات سے بطور اختصار لکھا جاتا ہے کہ حضرت کو ذوق سماع و ورد عشق میں ید طولیٰ حاصل تھا وحید عصر و یکتائے زمانہ علم و فضل سے سینہ عشق گنجینہ معمور نور علیٰ نور ذکر الٰہی میں کمال درجہ انہماک استغراق رہتا تھا کتاب اقتباس الانوار میں بسبب مرید ہونے شیخ محمد صادق صاحب کا حضرت شیخ ابو سعید قدس سے یہ لکھا ہے کہ جب ابو سعید خدمت حضرت نظام الدین قدس سرہٗ سے رخصت ہو کر قصبہ گنگوہ میں رونق افروز ہوئے اور مسند ارشاد فیض بنیاد پر متمکن ہوتے اگرچہ طریقہ اس وقت گمنامی کا رکھتے تھے ان دونوں میں حضرت شیخ محمد صادق نوجوان تھے اتفاقاً لباس فاخرہ سے ملبوس ہو کر بروز عید برائے سلام حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کے آئے حضرت نے دیکھتے ہی یاران طریقت سے فرمایا کہ میری ولایت کا نور محمد صادق کی پیشانی سے چمکتا ہے اور ستارہ فیض کا اس کی جبین نور سے تاباں ہے اسی وقت حضرت نے ایک نظر میں دل فیض منزل حضرت محمد صادق کو اپنی محبت میں کھینچا اور بے شائبہ و ریب حضرت محمد صادق نے بیعت کی آپ کی اختیار کی حضرت نے شغل نفی و اثبات و اسم ذات تعلیم فرمایا۔ شیخ محمد صادق شب و روز اشغال میں مشغول رہتے تھے جب آپ کے والدین کو خبر ہوئی تو کہنے لگے کہ ابو سعید نے ہمارے فرزند ارجمند کو کاروبار دنیوی سے بیکار کر دیا جب حضرت ابو سعید نے یہ مقولہ سنا تو محمد صادق صاحب سے فرمایا کہ تمہارے والدین ایسا ایسا کہتے ہیں۔ تمہارا کیا ارادہ ہے۔ شیخ محمد صادق نے یہ سنکر دست بستہ التماس کیا کہ غلام کا وہی ارادہ ہے

جو حضرت پیر دستگیر کا غلام بجز ذات جناب کے کوئی چیز دُنیا و دین کی نہیں چاہتا ہے
الغرض جب شیخ سعید نے شیخ صادق کو اعتقاد اور محبت اور طلب مولیٰ میں نہایت
مضبوط و محکم پایا تو فرمایا کہ بیٹا شیخ محمد صادق اپنے والدین سے آزادی طلب کرو کہ
تمہیں اپنا حق بخشدیں اور راہ خدا میں آزاد کردیں آپ نے بموجب ارشاد حضرت پیر دستگیر
روشن ضمیر خدمتِ والدین میں جاکر آزادی طلب کی انہوں نے حسبِ منشا آزاد کیا پھر تو
شیخ محمد صادق رات دن ذکرِ و شغلِ یادِ خدا میں مصروف رہنے لگے جب انکشاف ملکوت اور
انوار کا ہوا اور روز بروز شوق بڑھا اور حلاوت حاصل ہوئی پھر تو حضرت نے انکو شغلِ ہو کم
یعنی شغلِ محمدیہ اور سہ پایہ تلقین فرمایا شیخ محمد صادق رات دن کچھ عرصہ تک دونوں شغلوں
میں بجد و جہد مشغول رہے اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ دونوں شغلوں میں سلطان الاذکار
جاری ہو گیا یعنی تمام بدن کے بال مثلِ زبان ذکر کرنے لگے اور نسبت محبوبی حاصل ہوئی۔
تب حضرت شیخ ابو سعید نے فرمایا کہ ٹے کا روزہ رکھو اور درود شریف اور کلمۂ تہلیل اور استغفار
ہر روز بلا ناغہ ہزار مرتبہ پڑھو۔ اور اوقات شغلِ سہ پایہ اور مراقبہ میں گذارو اور بعد تین روز
کے براہِ محبت ارشاد فرمایا کہ بنصف شب کے غسل کر کے میرے پاس آؤ بموجب ارشاد کے
شیخ محمد صادق بعد نصف شب کے غسل کر کے حاضر ہوتے تب حضرت نے نسبت صوری و معنوی
منتقل فرمائی اور بعدہٗ زبان معجز بیان سے فرمایا کہ جو کچھ مجھکو پیرانِ عظام و مرشد کرام سے عطا
ہوا ہے وہ میں نے تجھکو بخوشی دل و برغبت تمام بخشا بعد ازاں مسند نشین کیا جب آپکے ارشاد کی
تمام عالم میں شہرت ہوئی اور بعض پیر بھائیوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں
دیکھا اور بیعت سے مشرف ہوئے اور آپ کے روبرو ذکر کیا تب آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مجھکو رسالت مآب نے چادر نور کی اڑھائی اور فرمایا کہ یہ چادر محبوبیت
اور لوازم نبوت کی ہے حق اس کا نگاہ رکھو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مجھکو تیغ نور کی بخشی
اور فرمایا کہ یہ تیغ نصرت ولایت مطلقہ کی ہے ہمنے تجھکو دی علاوہ اسکے روح حضرت ابو سعید نے

یک آئینہ سُرخ و سفید نہایت چمکتا ہُوا مجھکو دیا۔ اور فرمایا کہ یہ آئینہ صورتِ عالم کُلی کا ہے تجھکو بخشا اور واقعات اور کیفیات اور واردات و مکاشفات حضرت محمد صادق قدس سرہٗ مفصل اقتباس الانوار میں لکھے ہُوئے ہیں عمر شریف حضرت کی اکہتّر برس کی ہوئی اور وفات بندگی حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہٗ ۱۸۔ محرم یا ۱۹۔ ماہ مذکور ۱۰۳۶ھ میں ہوئی مزار مقدس قصبہ گنگوہ شریف میں ہے حضرت کے آٹھ خلیفہ ہیں اوّل شیخ محمدؐ خلف الصدق شیخ محمد صادق دوم شیخ محمد داؤد خلف کبیر سوم شیخ ابراہیم مرادآبادی چہارم شیخ عبد السبحان سہارنپوری پنجم شیخ عبد الجلیل الہ آبادی ششم شیخ محمد جمال ساکن کاچھوہ ہفتم شیخ مبارک مرید حضرت شیخ ابوسعید قدس سرہٗ ہشتم شیخ یوسف مرید حضرت شیخ ابوسعید قدس سرہٗ قدس اللہ اسرارہم

ذکر شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد داؤد بندگی رضی اللہ عنہ

آپ خلیفہ اعظم و خلف اکرم حضرت محمد صادق گنگوہی قدس سرہٗ کے ہیں ایّام سلطنت شاہجہاں اور اورنگ زیب عالمگیر میں مسند ارشاد پر متمکن تھے اور حضرت محمد صادق قدس سرہٗ اپنی حیات میں طالبان و مریدان کو واسطے تربیت کے سُپرد شیخ داؤد کے فرماکر خود اس کام سے سُبکدوش ہوگئے تھے صاحب اقتباس الانوار تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز بندگی شیخ محمد صادق صاحب قدس سرہٗ قعدۂ آخر نماز فجر میں تشہد پڑھتے تھے جب انگشت شہادت بلند کی ایک نور اس سے بلند ہوا اور مشرق سے مغرب تک وُہ نور محیط ہوا اور تمام عالم میں پھرا۔ پھر وُہ نور اُن کی انگلی میں مستور ہوگیا من بعد دیوار شق ہوکر روحانیت جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم رونما ہوئی فرمایا یہ نورِ ولایت تمہارے فرزند شیخ داؤد کا ہے کہ سلسلہ ہدایت اس کا مشرق سے مغرب تک پھیل کر تمام عالم کو نور سے مملو کرے گا اُس کی تربیت میں سعی بلیغ کرد چنانچہ بندگی شیخ محمد صادق بموجب ارشاد فیض بنیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس وقت سے متوجہ حضرت شیخ محمد داؤد کے ہوئے لحظہ لحظہ

مدارج ترقیات پر دلالت فرماتے تھوڑے عرصہ میں مرتبہ کمال و تکمیل پر پہنچایا جو تجلی حضرت حضرت داؤد کو رو نما ہوتی غایت وسعتِ حوصلہ اور بلندی مشرب سے اُس پر قناعت نہ کرتے ہوئے خلیل وار لاَ اُحِبُّ الآفلین کہکر قدم طلب مشاہدۂ ذات میں آگے رکھتے اور توجہ اِنّی وَجَّہتُ وجھِیَ لِلَّذِی کو لازم حال اپنے کا کرکے نعرۂ ہَل مِن مَّزِید مارکر فریاد وَ اَنَا لنا مِنَ المُشرِکین برلاتے اوقات اپنے کو ریاضت و مجاہدہ اذکار و اشغال میں بموجب تلقین پدر عالی قدر اپنے کے اِس طرح صرف فرماتے تھے یعنی صبح سے ایک پہر دن چڑھے تک ذکر نفی و اثبات و اسم ذات ساتھ جہر کے کرتے بعد اس کے تا دو پہر حبس دم کرکے نفی اثبات و شغل ہو قلوں میں رہتے. من بعد بوقتِ زوال چہار گھڑی تک قیلولہ فرماکر بعد نمازِ ظہر حجرہ میں تشریف لیجاکر ذکر سہ پایہ و سیر وجود میں مشغول رہتے بعد نمازِ عصر تا مغرب بشغلِ صلوٰۃ وسطیٰ قیام رکھتے نمازِ مغرب سے تا عشا بخدمت پیر دستگیر پدر روشن ضمیر کے حاضر ہو کر اخذ علم لدنیہ و معارف غریبہ کا کرتے بعد نمازِ عشا باطہارت مستقبل قبلہ سر بجانب شمال اور پیر بجانب جنوب کرکے انظارہ شہود مطلق میں پانچ چھ گھڑی لیٹتے. من بعد طہارت کاملہ کرکے چہار رکعت یا چھ رکعت یا آٹھ رکعت نماز تہجد ادا کرکے شغلِ سہ پایا میں مشغول اور اکثر اوقات آدھی رات سے صبح تک حبس دم فرماتے اور ایک سانس میں تین سو مرتبہ تک اسم ذات کو کہتے یہاں تک کہ وجود حیات باطل ہو کر عین ذات رہجاتے اور تقیید ساتھ اطلاق کے ملتا اور جب کبھی دوپہر کو استراحت فرماتے تا وقتیکہ خواب مستولی نہ ہوتا بشکل غوثیہ رہتے علم تصوف و عرفان حضرت کا اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ تمام خلفہ میں حضرت محمد صادق قدس سرہٗ کے آپ ممتاز تھے حضرت شیخ داؤد قدس سرہٗ کے فضائل اور خرق عادت بہت ہیں اس مختصر میں گنجائش اس کی نہیں.

تاریخ ۶ ماہ شعبان و بقول صاحب شجرہ منظوم ۹۰ رمضان ۱۰۹۷ھ میں وفات پائی. مرقد شریف آپ کا گنگوہ شریف میں ہے عرس شریف حضرت کا انیسویں شعبان کو ہوتا ہے

اگرچہ خلیفہ آپ کے بہت ہیں مگر شیخ سونڈا و شیخ بلاقی و سید غریب اللہ و شاہ ابو المعالی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم چار خلیفہ بڑے تھے جن سے سلسلہ جاری ہے۔

ذکر شیخ المشائخ حضرت سید شاہ ابو المعالی انبیٹھوی قدس سرہٗ

کاشف اسرار عاشق پروردگار خلاصہ روزگار زبدۂ ابرار قدوۂ اکابر کبار حضرت شاہ ابو المعالی قدس سرہٗ شب زندہ دار صایم النہار سید عالی نامدار صاحب عشق و محبت تھے آپ کے والد ماجد سید محمد اشرف قصبہ انبیٹھ ضلع سہارنپور میں رہتے تھے باپ کے انتقال کے بعد شاہ ابو المعالی صاحب خورد رہ گئے آپ کی والدہ نے شیخ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے انکو تفویض کیا۔ انہوں نے علم ظاہری و باطنی سے ان کو مستفید کر کے واسطے تکمیل کے حضرت شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا چنانچہ خرقہ خلافت شیخ داؤد نے مرحمت فرمایا وجد و سماع میں شاہ ابو المعالی قدس سرہٗ زیادہ توغل رکھتے تھے مجاہدہ و ریاضت میں مستقیم اور فقر و فنا میں یگانۂ روزگار تھے آپ نے عمر دراز پائی تمام عمر ذکر جہر و استغراق باطن میں گذارنی۔ نقل ہے کہ ایک موضع میں ایک دیوار پر آپ بیٹھے تھے نیچے اس کے ایک کڑھاؤ گڑ کے شیرہ کا گرم ہو رہا تھا ایک شخص نے یہ الفاظ گائے ؎ آن جلیا جا کنارا۔ تیسری کھری نہ لاگی کارا۔ آدہی رات اندھیری۔ ہوئی جوگی کی سی پھیری۔ بمجرد استماع اس آواز کے حضرت کو ایک حالت طاری ہوئی نعرہ ہو کہکر دیوار سے کڑھاؤ میں گرے ہر طرف سے آدمیوں نے دیکھکر اس گرم کڑھاؤ سے آپ کو نکالا آپ کے ایک بال مبارک کو بھی صدمہ نہ پہنچا تمام لوگ یہ بات دیکھکر بصدق دل حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ حدیقۃ الانوار میں لکھا ہے کہ ایک روز تھانیسری میں مجلس مشایخ جمع تھی عند للہ ذکرہ حضرت نے فرمایا کہ مرگ و حیات کلمۂ نفی و اثبات میں ہے جس نے صدق دل سے یہ

کلمہ پڑھا اگر وہ زندہ کے کان لاالٰہ کہدے تو وہ مر جائے گا اگر وہ مردہ کے کان میں لفظ
الا اللہ کہدے تو زندہ ہو جائے حاضرین مجلس نے امتحان کی التماس کی حضرت مجلس
سے اٹھے ایک گاؤ میش کے کان میں جو صحنِ مسجد میں بندہی تھی لفظ لاالٰہ کہا وہ فوراً
گر پڑی اور مردہ ہو گئی پھر دوسرے کان میں لاالٰہ کہا وُہ گاؤ میش فوراً جی اٹھی اور
چارہ چرنے لگی صاحب ثمرۃ الفویدہ سید لطف اللہ جالندھری زبانی صاحبزادہ
میاں محمدؐ باقر صاحب قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت مرشدنا سید شاہ
ابوالمعالی کا ایک ہمسایہ نہایت بدمزاج تھا بغیر تحقیر اسم عالی زبان پر نہیں لاتا تھا
ہمنشینان بارگاہ عالی نے چند مرتبہ اُس کی تادیب کا ارادہ کیا مگر مخدوم عالی نے
اجازت نہ دی ایک مدت کے وہ شخص مر گیا آپ نے اُس کے مرنے کی خبر سنکر گریہ شروع
فرمایا اور سات روز تک کچھ تناول فرمایا نہ پانی پیا لوگوں نے فرمایا کہ آپ اُس شقی
کے واسطے اس قدر رنج والم کرتے ہیں فرمایا دامن انبیا و اولیا کا گرد ناسوت آلودہ
کرتی ہے زائل ہونا اس گرد کا بغیر ایسے آدمیوں کے ممکن نہیں ہے یہ شخص مثل دھوبی کے
اس فقیر کے جامہ چرک آلود کا صاف کرنے والا تھا اب وہ داغ کون دھوئے گا یہ کہکر نعرہ مارا
محویت اور اہل میں آپ کی محویت ایسی تھی کہ دو دو تین تین مہینے تک نہ کچھ کھاتے تھے نہ پیتے
تھے نماز کے وقت خادم مبارک ہلاکر آگاہ فرماتے آپ فرماتے کہ مجھے خبر نہیں ہے وضو
کراؤ وضو کر کے نماز ادا کرتے بعدہٗ پھر آپ کی ایسی حالت ہوتی کہ رات دن حالت محویت و
استغراق میں رہتے مگر نماز کے وقت خود آگاہ ہوکر نماز ادا فرماتے لوگوں نے عرض کیا
کہ پہلے ہم لوگ حضور کو وقت نماز کے آگاہ کیا کرتے تھے اب خود حضور کو آگاہی ہوجاتی
ہے فرمایا کہ اب نماز خود صورت پکڑکر میرے سامنے آتی ہے فرض کہتا ہے کہ میں فرض
ہوں سُنت کہتی ہے کہ میں سنت رسولِ خدا علیہ السلام ہوں بموجب اُس کے میں نماز
ادا کرتا ہوں چندے ایسی ہی حالت آپ کی رہی بعد اس کے محویت و استغراق بدرجۂ اتم

غایب ہوا تا دم واپسیں اس عالم سے اطلاع نہ رکھتے تھے وفات آپ کی ۱۲۔ ربیع الاول ۱۰۹۳ھ
میں ہوئی مزار شریف آپ کا قصبہ انبیٹھ ضلع سہارنپور میں ہے آپ کے خلیفہ اور بھی ہیں مگر
مگر قطب الاقطاب سید شاہ محمد سعید میراں بھیک صاحب رضی اللہ عنہ شہرۂ آفاق
شہباز عرش آشیاں خلیفہ آپ کے ہیں جن سے ہزاروں اولیا اللہ خدا رسیدہ ہوئے۔

ذکر قطب الاقطاب حضرت سید شاہ میراں بھیک محمد سعید حسینی رضی اللہ عنہ

آپ کے اوصاف و کمالات بے غایات ہیں آپ اپنے وقت کے قطب الاقطاب تھے آپ کے
ریاضات و مجاہدات بے نہایت ہیں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے آپ سادات زیدیہ سے ہیں
آپ کے جد اعلیٰ حضرت زید شہید بحکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ترمذ شریف سے موضع گھڑ
پنجاب واقعہ سیانہ متصل پٹیالہ تشریف لاکر وہاں کے حاکم راجہ سے مقابلہ کر کے شہید
ہوئے ہزارہا کافروں کو مشرف بہ اسلام کیا آپ کے صاحبزادہ سید شاہ سلیمان جن کا
لقب کفار کش تھا سیانہ تاراج کیا اور سوانہ نام اُس قصبہ کا رکھا حضور میراں جی صاحب
کے والد ماجد سید شاہ یوسف صاحب قدس سرہٗ جب شہید ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ نے
قصبہ کہرام میں جہاں آپ کے مزار مقدس ہے اُن کو لاکر تعلیم قرآن شریف وغیرہ دلائی پھر
آپ بخدمت شریف حضرت سید شاہ ابوالمعالی پیر دستگیر رضی اللہ عنہ حاضر ہوکر تکمیل علم باطن
باطن کی فرمائی اور اپنے پیر و مرشد کی ایسی خدمت کی شاید دنیا میں کسی نے پیر کی ایسی خدمت
کی ہو آپ بہت بڑے پیر پرست اور خسر و وقت ہوئے ہیں آپ بچاسی برس کی عمر شریف میں
بروز دوشنبہ ۵۔ رمضان المبارک کی ۱۱۲۱ھ میں واصل بحق ہوئے بیالیس خلیفہ صاحب
ارشاد میراں جی صاحب قبلہ قدس سرہٗ کے ہیں اُن کے مفصل نام انوار العارفین
میں لکھے ہوئے ہیں آپ کا اصل مزار مقدس کہرام شریف علاقہ ریاست پٹیالہ میں ہے اور
بمقام دائرہ شریف واقع ٹھسکہ تحصیل تھانیسر میں بھی آپ کا مزار و خانقاہ ہے آپ کے مزارات

بھی مثل حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ دو جگہ ہیں آپ کی تاریخ وصال کا یہ قطعہ ہے۔

میر سید بھیک میراں باکمال　　اہل درد و اہل حال و اہل قال
ہست نور معرفت تولید او　　رکن حق شاہ ولایت ارتحال

ذکر شیخ المشائخ حضرت سید شاہ محمد سالم چشتی صابری ترمذی رُوپڑی

قدوۂ کاملان زبدۂ عارفان آلِ نبی اولادِ علی سید شاہ محمد ترمذی قدس سرہٗ حضرت سید شاہ میراں جی صاحب اجلّ خلفاء سے ہیں مولد و وطن آپ کا قصبہ روپڑ شریف ضلع انبالہ ملک پنجاب ہے سلسلہ نسبتی آپ کا اس طرح ہے کہ حضرت سیّد محمد سالم خلف رشید سید محمد رضا بن سیّد ابو محمد بن سیّد فتح اللہ بن سیّد عبد الفتاح بن سیّد جلیل بن سید عابد بن سید حاجی محمد حسین بن سید ابوسعید بن سید محمد عارف بن سید امیر بدھو بن سعید محمود بن سید محمد کہ ترمذ خورد سے جہاں سادات رہتے ہیں اور ترمذ کلاں نواح بخارا سے ہے۔ آکر روپڑ میں ساکن بن سید احمد بن سید سعید بن سید صلاح الدین بن سیّد جعفر بن سید جمال الدین بن سید عیسیٰ بن سید موسیٰ بن سید حامد بن سید محمد بن سید حسن بن سید شہاب الدین بن سید موسیٰ بن سید جعفر بن سید امام عبد اللہ بن سیّد امام محمد بن سید باقر بن سید امام اوسط زین العابدین بن امیر المومنین حضرت امام حسین بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہٗ۔ جب حضرت سیّد محمد سالم صاحب کو شوق و ذوق محبت الٰہی اور درد عشق دل میں پیدا ہوا بخدمت حضرت میراں جی صاحب پہنچکر بیعت کی اور مجاہدات اور ریاضت بہت کی اور یادِ حق میں ایسے مستغرق ہوئے کہ ننہال سے جدا ہوکر بارہ برس برس تک پوشیدہ رہے آپ کے فراق میں آپ کے والدین اس قدر روئے کہ نابینا ہوگئے جب حضرت میراں جی کو یہ حال والدین حضرت کا معلوم ہوا نور باطن سے دریافت کرکے حضرت سید محمد سالم صاحب کو کنارۂ دریائے شور بلا کر روانہ روپڑ کیا جب آپ روپڑ میں پہنچے تو آپ پدر کے

والدین بینا ہوگئے ۔ انھوں نے حضرت کی شادی کی حضرت محمد سالم صاحب مراعات اور خاطر
مہمانوں کی ہنایت کرتے تھے نقل ہے کہ سیّد محمد اعظم نے جو برادرزادہ اور خلیفہ حضرت
کے تھے ایک دن حضرت سے سوال کیا کہ حضرت یہ کلام سچ ہے کہ شیخ کو اختیار
ہے کہ جس صورت سے چاہے اپنے تئیں ظاہر کرے حضرت نے فرمایا کہ سچ ہے اور
اور درست ہے راست ہے دست مبارک اپنا اپنے منہ پر پھیرا تو آپ ایسے معلوم ہوتے
کہ جیسے چھوٹا لڑکا پھر ہاتھ منہ پر پھیرا تو لبعمر جوان معلوم ہوئے پھر ہاتھ منہ پہ پھیرا تو پیر باریش
سفید نمودار ہوئے اور سیّد محمد اعظم کی پیشانی کو چوم کر فرمایا کہ اس زمانے میں
کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اس بات کا استفسار کرے ۔ الحمد للہ کہ تم ہونہار ہو تاریخ
بست وسویم ماہ ربیع الاول ۱۱۷۵ھ میں وفات حضرت کی ہوئی روپڑ شریف قریب روضۂ
حضرت میراں سید لیٰسین صاحب قادری ترمذی جو پنجاب کے شاہ ولایت بھی تھے اور
حضرت کے نانا بھی مسجد سے سمت شمال مزار فائض الانوار حضرت کا ہے خلیفہ آپ کے یہ ہیں
خلیفہ اوّل برادرزادہ حضرت سید شاہ محمد اعظم صاحب قدس سرہٗ خلیفہ دوم حاجی محمد حیات آہنگر
ساکن موضع منسوجہ ہیں ۔

ذکر شیخ المشائخ حضرت سیّد شاہ محمد اعظم چشتی صابری روپڑی رضی اللہ عنہٗ

زبدۂ ارباب ریاضت و مجاہدات نامتناہی عارفِ اسرار و معارف الٰہی مرشد اعظم حضرت
سید محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ مرید و خلیفہ اپنے عمّ بزرگوار سیّد شاہ محمد سالم قدس سرہٗ کے تھے۔
مولد و وطن اور وطن حضرت کا روپڑ شریف میں ہے جو اوپر کنارہ دریائے ستلج کے بہ سمت
مشرق واقع ہے اور قریب اُس کے شملہ و سپاٹو و دیگر پہاڑ ہیں جب علم ظاہری اور اکثر
تصنیفات سے تسلی نہ ہوئی اور غلبۂ شوق الٰہی سینہ میں زیادہ ہوا بخدمت عمّ بزرگوار حضرت
سید محمد سالم حاضر ہو کر طریقہ بیعت کا بجالائے مجاہدات و ریاضات بے شمار کیں

تھوڑے عرصہ میں پیرومرشد کی توجہ کی برکت سے تمام خلفاء حضرت محمد سید سالم صاحب قدس سرہٗ میں سر برآوردہ ہوئے اور بشرف خلافت مشرف ہوکر مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے آپ کی فروتنی اور تواضع کا یہ حال تھا کہ تمام عمر اپنے کو کسی پر بلند نہ جانا اور اکثر اوقات مسجد کے دروازہ پر بیٹھے رہتے تھے جو نمک روغن وغیرہ کوئی چیز منگاتا خود جاکر بازار لادیتے اور کچھ خیال اپنے حسب ونسب کا نہ فرماتے کھانے وقت اپنے کھانے میں پانی ڈال لیتے کسی نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا اپنے کھانے کو مکدر اس لیے کرتا ہوں تاکہ اور کسی کو نہ دوں۔
نقل ہے کہ ایک مرید نے آپ کی دعوت کی اور کھانے میں نمک ڈالنا بھول گیا آپ کھانا تناول فرماکر معہ درویشوں کے چلے گئے۔ جب صاحبِ دعوت کو معلوم ہوا کہ کھانے میں نمک نہ تھا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر عذر کرنے لگا آپ نے فرمایا مجھے نمک اور مرچ کا کچھ مزہ نہ معلوم ہوا۔
نقل ہے کہ ایک روز حضور سید محمد اعظم صاحب قدس سرہٗ اپنے مریدوں کے پاس گھوڑے پر سوار ہوکر دعوت میں تنہا جارہے تھے راستہ میں چوروں نے گھیر لیا آپ نے فرمایا یہ میرا گھوڑا بوڑھا اور ضعیف ہے اور کم قیمت کا ہے تم میرے ساتھ چلو میں بہت اچھا گھوڑا قیمت والا جوان اچھا دیتا ہوں آپ چلے گئے جب گھر واپس تشریف لائے وہ چور بھی حاضر ہوئے آپ نے حسب وعدہ اپنا جوان گھوڑا اچھا عمدہ قیمت والا ان کو دیدیا یہ بات سب دیکھکر حیرت میں ہوئے اور کہنے لگے آج تک کسی کو ایسے سچے وعدہ والا نہیں دیکھا۔ اللہ اکبر اولیاء اللہ سادات ایسے ہی ہوتے ہیں سب کے سب نے صدق دل سے توبہ کی اور مرید ہو گئے آپ کی ذاتِ عجیب باکمال اقدس واعلیٰ تھی تاریخ بست ونہم ربیع الثانی ۱۲۲۶ھ میں آپنے وفات پائی حضرت کا سلسلہ چار خلفاء سے جاری ہوا اول قطب الاقطاب حافظ محمد موسیٰ صاحب صوفی لامکانی مانکپوری قدس سرہٗ دوم سید غلام بھیک بن سید غلام محمد بن سید محمد سالم قدس اللہ سرہٗ سوم خواجہ اللہ بخش ساکن نالہ گڑھ۔ چہارم صاحبزادہ حضرت محمد بخش رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

ذکر قطب الاقطاب حضرت حافظ شاہ محمد موسیٰ صوفی لامکانی مانکپوری رضی

کاشف اسرار ناسوتی واقف عالم ملکوتی عارف مقام جبروتی دانائے کلام ربانی حافظ آیاتِ قرآنی حضرت حافظ محمد موسیٰ صوفی لامکانی چشتی صابری مانکپوری قدس سرہٗ مرید اور خلیفہ حضرت محمد اعظم روڑ پوری قدس سرہٗ کے ہیں جب حافظ قرآن و تحصیل علم ظاہری سے فارغ ہوئے اور ادائے فرائض و سنن و نوافل میں مشغول ہوئے اور سوز و دردِ عشق ازلی نے شور کیا بہ تلاش مرشد اٹھے بعد جستجوی بسیار یا بالہام غیبی بمقام قصبہ روڑ شریف حضرت سید محمد اعظم قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر بشرفِ بیعت مشرف ہوئے ریاضت شاقہ اور مجاہدہ کاملہ اختیار فرمایا بعد ازاں حضرت پیر و مرشد نے خرقہ خلافت عطا فرما کر ارشاد فرمایا کہ حافظ جو میرے تمام مرید تمہارے حوالے ہیں جب حضرت سید محمد اعظم صاحب نے وصال فرمایا حضرت حافظ صاحب قبلہ قدس سرہٗ حجرہ سے باہر نہیں آئے جب جنازہ کو واسطے نماز کے مسجد میں لائے اس وقت حضور حافظ صاحب قدس سرہٗ نے حجرہ سے باہر تشریف لاکر نماز جنازہ ادا فرمائی اور پھر حجرہ میں تشریف لیگئے لوگ کہنے لگے کہ حافظ جی صاحب کو اپنے پیر سے محبت نہیں ہے بعد اس کے حافظ صاحب فرمانے لگے مرید کا سینہ پیر کی قبر ہے نادان لوگ کیا جانیں۔ بعد طے مراتب سلوک کے چند مریدوں کے ساتھ مانکپور میں آپ نے قیام کیا اور خلق اللہ کی ہدایت پر کمر باندھی ہزارہا طالبان حق کو خدا رسیدہ بنادیا اللہ اکبر آپ کی عجب شانِ محبوبیت تھی جس پر نظر مبارک کرتے گھائل ہو جاتا تھا اور اپنی نمود کو دم واپسیں تک بے بود جانتے کلام تکلیف و تعریف اپنے حق میں کسی سے پسند نہیں فرماتے تھے مہمان اور طالبان حق کو دوست رکھتے تھے اور اُن کے ساتھ خلقِ عظیم اور کلام دلنشیں فرماتے تھے اور نصیحت الفاظ کلمہ نفی و اثبات و اسم ذات بلا خطہ و اصفات و معنی بملاحظہ شد تحت و فوق کو کشش بلیغ فرماتے تھے اور طالب کی استعداد کے موافق اسرار

و فیض و کلام توحید و ذکر جہر و از الفاظ و فکر و تشبیہ و تنزیہ تلقین فرماتے اور ہمت قلبی اور توجہ فکر حسب مراتب طالب کے صرف کرتے اور پچھلی شب کو ذکر جہر کا بہت بڑا حلقہ ہوتا تھا جب کوئی حاضر نہ ہوتا تو بعد نماز صبح کے اشراق کے بعد جب قدمبوسی کو آتے تو فرماتے تم آج حلقہ میں نہیں تھے۔ آپ بڑے عالم ربانی تھے جو خلفا آپ کے منتہی تھے ان کو درس شرح عوارف و مثنوی شریف و فصوص الحکم وغیرہ دیا کرتے تھے روزانہ آپ کا وظیفہ اوقات مبارک میں یہ تھا بعد اشراق کے حضور درس حقایق و معارف دیا کرتے تھے اور بعد ظہر کے سوالاکھ بار درود شریف پڑھا کرتے تھے اور سوالاکھ اسم ذات پڑھا کرتے تھے اور شب میں حلقہ ذکر جہر کا ہوا کرتا غرض صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک در و دیوار سے اللہ اللہ کی آواز نکلتی تھی احاطہ خانقاہ شریف پر تجلیات الہٰی تاباں تھیں موضع مانکپور راجپوتوں کا چھوٹا گاؤں تھا حضور کی برکت سے وہ گاؤں مانکپور شریف بڑے پیمانہ پر پہنچا وہاں کے راجہ نے ایک گاؤں معافی میں دینا چاہا آپ نے قبول نہیں فرمایا فتوحات کثرت سے آتی تھیں خانقاہ شریف کے لنگر کے بعد بیوہ عورتوں کو مسکینوں کو کھانا کپڑا روپیہ تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک کتا بنام کلوا حضور کی خانقاہ شریف کے دروازہ پر رہتا تھا لنگر خانہ سے مثل درویشوں کے اس کو کھانا مقرر تھا آٹھ پہر آستانہ مبارک پر پڑا رہتا تھا اتفاقاً ایک عرصہ کے بعد ماہ کاتک میں وہ کتا کلوا کہیں باہر چلا گیا حضور نے بھنڈاری سے پوچھا کہ کلوا کہاں ہے عرض کیا حضور کتوں کا موسم ہے کتیوں کے ساتھ پھرتا ہے آپ نے فرمایا کہ اب اس کو یہاں نہ آنے دو بعد چند روز کے وہ کلوا آیا آپ نے فرمایا کہ میاں کلوا یہاں سے چلے جاؤ اس واسطے کہ دوسرے کی مادہ سے تم خراب ہوئے اور کتوں سے لڑ کر تم زخمی ہوئے ہو چنانچہ وہ کتا شرمندہ ہو کر فوراً خانقاہ کے دروازہ سے چلا گیا بعد کچھ دیر کے آپ نے فرمایا کہ دیکھو کلوا کہاں ہے ہر چند لوگوں نے تلاش کیا اس کو نہ پایا بوقت شام ایک درویش نے دیکھا کہ تالاب کے کنارے کیچڑ میں سر گھسیڑے مرا پڑا ہے یہ حال حضور میں عرض کیا گیا

آپ نے فرمایا کہ سفید کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دو چنانچہ باغ میں دفن کر دیا گیا۔
نقل ہے کہ ایک روز حضور حافظ صاحب قدس سرہٗ بطرف پیر شاہ کے توجہ فرما کر صرف ہمت کرنے لگے نظر حافظ صاحب قدس سرہٗ کی بوجہ پیری کے برابر نہ رہتی تھی مولوی امانت علی صاحب قدس سرہٗ برابر حضرت پیر شاہ کے بیٹھکر نسبت کو اپنی طرف اخذ کرنے لگے بعد ایک ساعت کے حافظ صاحب نے پوچھا کہ تمہاری ہمراہ کوئی دوسرا ہے انھوں نے عرض کیا حضرت جی مولوی جی ہیں۔ بپاس خاطر مولوی صاحب کے حضرت خاموش ہو گئے حضور کے کشف و کرامات و کمالات بے حد ہیں اس مختصر میں گنجائش اس کی نہیں ہے آپ کے خلفاء بہت ہیں مگر مشہور و معروف خلفاء یہ ہیں جن سے سلسلے جاری ہیں حضرت سید شاہ معین الدین حسینی المعروف بحضرت شاہ خاموش دکھنی حیدرآبادی قدس سرہٗ مولوی میر امانت علی صاحب امروہی حاجی اکبر شاہ صاحب امروہی حاجی غلام علی شاہ صاحب امروہی حافظ شاہ محمد حسین صاحب المعروف بہ حافظ بانکے صاحب جیپوری جن کا مزار جے پور میں ہے مولوی خواجہ عبداللہ صاحب امروہی مزار مانکپور میں ہے میر امانت علی صاحب جن کا مزار مانکپور میں ہے مولوی خواجہ حسین بخش صاحب امروہی حضرت خلیفہ پیر شاہ صاحب سجادہ قدس اللہ اسرارہم۔
وفات آپ کی ۱۶۔ رمضان المبارک ۱۲۴۶ھ میں بروز یکشنبہ وقت ظہر ہوئی مزار فائز الانوار مانکپور شریف میں ہے۔ مرجع خاص و عام ہے۔

ذکر امام العارفین حضرت سیدنا و مرشدنا سید شاہ معین الدین حسینی المعروف حضرت شاہ خاموش صاحب چشتی صابری حیدرآبادی رضی اللہ عنہٗ

آپ سادات عظام اولاد سے حضرت سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز گلبرگی رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں آپ کے اوصاف حمیدہ و ذکر مجاہدات و ریاضات شاقہ مقام فقر میں احاطۂ تحریر سے باہر ہیں آپ کی ذات ستودہ صفات یکتائے روزگار تھی آپ کا تولد شریف ۱۲۱۵ھ میں بمقام

محمد آباد بیدر دکن جو کسی زمانہ میں دار السلطنت شاہان بہمنیہ کا تھا اب وہ علاقہ حیدر آباد
دکن کا صوبہ اور ضلع ہے وہاں ہوا ہے آپ سترہ سال کی عمر شریف میں علم ظاہری سے فارغ
ہو کر بتلاش مرشد اجمیر شریف بارگاہ خواجہ غریب نوازؒ میں حاضر ہوئے وہاں سے باشارۂ
حضرت غریب نواز ملک پنجاب موضع مانکپور شریف ضلع انبالہ میں بخدمت سلطان العارفین
شہباز لامکان حضرت حافظ محمد موسیٰ صوفی لامکانی مانکپوری حاضر ہوئے حضور حافظ صاحب
قدس سرہٗ نے بخطاب صاحبزادہ صاحب مخاطب ہو کر بڑی دقعت و عظمت کے ساتھ
بیعت سے مشرف کیا اور عرصہ قلیل میں بعد طے مراتب سلوک خلافت حق آئین سے
ممتاز ہوئے حسب ارشاد حضور حافظ صاحب قدس اللہ سرہٗ واسطے ہدایت خلق اللہ امروہہ
ضلع مراد آباد میں محلہ بٹوال بارہ سال تک مقیم رہے اس اثنا میں اپنے پیر و مرشد قبلہ
کی خدمت میں مانکپور شریف تشریف لیجایا کرتے تھے بعد وصال حضور حافظ صاحب روضۂ
مبارک تعمیر سے فارغ ہو کر حج خانہ کعبہ و زیارت مدینہ شریف سے ایک سال کے عرصہ
میں فارغ ہو کر باجازت حضور حافظ صاحب قبلہ قدس سرہٗ حیدر آباد دکن ۱۲۵۴ھ
میں رونق افروز ہوئے تمام ساکنان دکن کو ہدایت فیض انتساب سے مالا مال کر کے بتاریخ
۴ ذیقعدہ ۱۲۸۸ھ وقت ظہر علین نماز ظہر پیر کے دن واصل بحق ہوئے آپ کے حالات کتاب
لمعات مستغنی فی انوار ہاشمی میں صراحت سے تحریر ہیں اس مختصر میں گنجائش نہیں آپ کے خلفاء
نامدار یہ ہیں۔ حضرت سید محمد شاہ ہاشم حسینی برادر زادہ آپ کے المعروف بحضرت محمد شاہ صاحب
قبلہ قدس اللہ سرہٗ آپ کے خلیفہ و جانشین ہوئے دوسرے امیر داد شاہ صاحب رحمہ مراد آبادی
مزار دکن حیدر آباد میں ہے تیسرے حضرت ہلال الدین شاہ صاحب المعروف بہ ہلال شاہ صاحب
حیدر آبادی مزار دکن میں ہے چوتھے حضرت قاضی برہان الدین شاہ صاحب مزار دکن میں ہے
پانچویں حضرت سید انعام اللہ شاہ مزار دکن میں ہے چھٹے حضرت غلام فرید شاہ صاحب
ساتویں حضرت شاہ نبی بخش صاحب امروہی مزار امروہہ محلہ بٹوال میں ہے آٹھویں حضرت

حضرت سید عبد اللہ شاہ صاحب بنوری چاند پوری مزار چاند پور ضلع بجنور میں ہے نویں حضرت مولوی غلام یحییٰ شاہ صاحب جاوری مزار جاورہ اسٹیٹ میں ہے دسویں حضرت سید منظہر علی شاہ صاحب احمد آبادی ثم المیرٹھی مزار میرٹھ میں ہے گیارہویں حضرت احمد شاہ صاحب رام پوری مزار ریاست رام پور میں ہے بارہویں حضرت میر احمد علی شاہ صاحب دکنی مزار دکن میں ہے تیرہویں حضرت سید برہنہ شاہ صاحب دکنی جن کا مزار ریاست اندور میں شہرۂ آفاق ہے آپ کے اور بہت خلیفہ ہیں جن سے سلسلہ جاری ہے اس مختصر میں گنجائش نہیں ہے آپ کا مزار پر انوار حیدر آباد دکن میں محلہ نام پلی کے اسٹیشن کے قریب ہے آپکا روضہ مبارک شہرۂ آفاق ہے تاریخ وصال یہ ہے قطعہ

قطب عالم بر شاخ شجر پنجتنی	در وطن آنکہ پسندید غریب لوطنی
نام آں قطب زماں شاہ معین الدین بود	ہست از گوہر سادات حسینی حسنی
سال تاریخ وفات شہ عالی درجات	گفت ہاتف شہ خاموش چراغ دکنی

۱۲۸۸ھ

ذکر پیر دستگیر حضرت سید شاہ محمد ہاشم حسینی المعروف بحضرت محمد شاہ صاحب

قبلہ چشتی صابری رضی اللہ عنہ آپ کے کمالات ظاہری و باطنی احاطۂ تحریر سے باہر ہیں آپ جگر گوشہ یعنی برادر زادہ حضرت سیدنا معین الدین حسینی شاہ خاموش قدس سرہٗ کے ہیں اور خلیفہ و سجادہ نشین ہیں آپ کا تولد شریف بمقام بیدر محمد آباد بتاریخ ۱۴ صفر بروز جمعہ ۱۲۵۷ھ میں ہوا ہے آپ بعمر ہشت سالہ ۱۲۶۵ھ میں اپنے وطن مالوف سے اپنے چچا صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر حضور بڑے پیر دستگیر قدس سرہٗ نے حضور پیر دستگیر کو علم ظاہری سے فارغ کرایا بعد اس کے ریاست میں عہدۂ جمعداری تین سو جمعیت کے پانسو روپے ماہوار کے افسر مقرر ہوئے زمانہ ناصر الدولہ بہادر والئی ریاست سے زمانہ ابتدائی میر محبوب علیخاں بہادر تک عہدۂ جمعداری کو انجام دیتے رہے حضور عالم شباب ہی میں اپنے پیر و مرشد چچا صاحب

قدس سرہ سے مشرف بہ بیعت ہوئے تھے نماز تہجد و ذکر و اشغال کے پابند تھے پھر حضرت پیر و مرشد نے تمام خلفاء جلیل القدر کے مشورہ سے اپنے وصال سے ایک ہفتہ پہلے اپنی جگہ مسند ارشاد پر متمکن فرمایا اللہ اکبر اس حال کے دیکھنے والے کہتے ہیں کہ ہم نے کسی بزرگ کے ایسے سجادہ نشین دیکھے نہ سُنے ہزارہا روپیہ نذروں کا آتا تھا اور حضرت قوالوں کو ایثار فرماتے تھے اور صدہا پھولوں کے ہار زیب گلوئے مبارک ہوتے تھے غرض حضور نے بعد وصال اپنے پیر و مرشد کے ابتدائے سال ۱۲۹۸ھ سے تا وصال ۱۳۳۹ھ کامل چالیس سال تین مہینے مسندِ خلافت ارشاد پر رونق افروز رہے۔ ذات مبارک حضور کی عجب سراجِ عالم بنی ہوئی تھی آپ خلق محمدی اور صورت و سیرت میں ایسے حسین یوسفِ ثانی تھے کہ جہاں رونق افروز ہوتے شمع محفل ہوتے بجانب سرکار ہزارہا نظرین گرویدہ رہتی تھیں آپ پیر پرستی میں خسرو وقت تھے لاکھوں روپیہ اپنے پیر و مرشد قدس سرہٗ کے روضۂ شریف کی تعمیر و ترمیم میں لگا دیئے اور عرس شریف کرتے تھے۔

حیات شریف میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں ہزارہا روپیہ نذر گذارنے باوجودیکہ شاہی تمغہ میں ہاتھی و پالکی و میانہ و چترِ شاہی دنمول کافی تھا سب کو چھوڑ کر درویشی اختیار کی اور مسند ارشاد پر رونق افروز ہوئے ابتدائے سجادگی سے تا وصال حضور کی خانقاہ شریف عقب مکہ مسجد میں سو درویشوں کے قریب کھانا لنگر شریف کا کھاتے تھے ان کے لیے دن عید اور رات شب برات تھی ہر طرف ذکر جہر کے حلقے ہوتے تھے کبھی میلاد شریف کبھی سماع کے جلسے رہتے تھے مکہ مسجد و خانقاہ کے در و دیوار سے اللہ اللہ کی آواز نکلتی تھی حضور کی خانقاہ گیا تھی عرش آشیاں و جنت مکان تھی اللہ تعالیٰ اس مسند کو تا یوم القیام آباد و قائم رکھے آپ کے حالات و بے غات و خرقۂ عادات و کشف و کرامت کیلئے ایک دفتر ضخیم چاہیئے۔ ان مختصر اوراق میں ان کی گنجائش نہیں غرض آپ نے چالیس سال تین مہینے تک تمام عالم کو فوائد دینی و دنیوی سے مغتنم کیا اور ہزارہا بندگانِ خدا کو خدا رسیدہ بنا دیا۔

بتاریخ ۲۴ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ پنجشنبہ کو نماز تہجد کے وقت واصل بحق ہوئے آپکے خلفا نامدار
یہ ہیں اول حضرت سید شاہ محمد اصغر حسینی صاحب عرف منجلے میاں صاحب قبلہ مدظلہ ،
آپ سجادہ خلیفہ اول ہیں اور حضور کے صاحبزادہ اوسط ہیں دوم خلیفہ صاحبزادہ کلاں
حضرت سید شاہ محمد اکبر حسینی صاحب عرف بڑے میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ سوم خلیفہ صاحبزادہ
خورد سید محمد بندہ حسینی صاحب عرف تقیر میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ چہارم خلیفہ سید
شہباز حسینی صاحب قدس سرہٗ پنجم خلیفہ منشی فیض الدین شاہ صاحب قدس سرہٗ ہفتم
محمد حسین شاہ صاحب چشتی نام خانقاہ شریف بعد وصال حضور پیر دستگیر قدس سرہٗ کے
لاہور میں جاکر قیام فرمایا اور مریدوں نے ان کے لیے محلہ رنگ محل درگاہ شاہ سلیمانی صاحب
میں خانقاہ بنوادی وہیں بندگان خدا کو ہدایت فرمارہے ہیں اور پیر کا عرس کرتے ہیں ہشتم
خلیفہ محمد عبدالرزاق دیسکھ قدس سرہٗ نہم یہ فقیر حقیر خاکپائے درویشاں حضور سے صاحب
مجاز وخلافت ہے اللہ تعالیٰ حضور پُرنور کا فیضان تاقیامت تابان ودرخشاں رکھے حضرت عم بزرگوار
سید منظر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دوبارہ اجازت شدہ تربیت سلوک حضرت پیر دستگیر
قدس سرہٗ سے ہوئی ہے ایک بار شجرۂ شریف میں نام حضرت کا اور حضرت صاحبزادہ سید
شاہ محمد اصغر حسینی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کا پڑھتے تھے اور صاحبزادہ صاحب نے حسب
ارشاد پیر ومرشد قبلہ کے کئی دن تک خلوت میں تعلیم فرمائی ہے اور حیدرآباد شریف
میں جاکر بعد عرس شریف اپنے پیر کے دستار خلافت وشجرہ جات وخلافت نامہ سے ممتاز
ہوکر آئے ہیں لیکے پیر اجازت دہم تربیت ہونے کے سبب سے ہر دو نام شجرۂ شریف میں خود
پڑھتے تھے اور مریدوں کو پڑھاتے تھے اسکی کیفیت صراحتاً حضرت سید منظر علی شاہ صاحب
قدس سرہٗ کے ذکر میں آئے گی حضور قدس سرہٗ کی تاریخ وصال عرفی یہ ہے ۔

لقد احب اللہ ناگ فی جنتہ

۲۹ ۱۴ھ

ذکر قدوۃ السالکین جناب سید شاہ محمد اصغر حسینی صاحب قبلہ مدظلہ

آپ جگر گوشہ دلبند و نور نظر و خلیفہ و جانشین اپنے والد ماجد حضرت پیر دستگیر قبلہ و کعبہ سید محمد شاہ ہاشم حسینی المعروف بہ محمد شاہ صاحب قدس سرہٗ کے ہیں حضور پر نور قدس سرہٗ سجادہ نشین ہونے کے تھوڑے ہی روز کے بعد بخت علیل ہوئے اُسی حالت علالت میں صاحبزادہ اوسط کو آپ نے سجادہ نشین فرمایا اُس وقت سے تمام کاروبار خانقاہ و درگاہ شریف کا بخوبی انجام دیتے رہے دیگر حضور پر نور قدس سرہٗ مریدان کو اپنے خاص تعلیم کے سوا اوہ آپ کے پاس روانہ کرتے اور تعلیم دلاتے چنانچہ اس فقیر مولف ہذا کے بھی پیر صحبت و تربیت ہیں ابتدا سے بیعت میں حضور صاحبزادہ صاحب قبلہ کی خدمت میں رہتا تھا اور ذکر و شغل کی ابتدائی تعلیم حضور صاحبزادہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے اس فقیر کو دی ہے اور میرے والد ماجد صاحب قبلہ حضور صاحبزادہ صاحب قبلہ کے پاس خدمت میں رہا کرتے تھے حضور صاحبزادہ صاحب عجیب ذات ستودہ صفات اور کریم الاخلاق ہیں اور صاحب جود و کرم ہیں باوجود دنیاوی تمول وغیرہ ہونے کے آپ اپنے اوقات مبارک فقر کے پابند ہیں عالم طفلی سے میں حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کی خدمت میں رہتا تھا کبھی حضور کے تہجد وغیرہ میں فرق نہیں دیکھا جو کچھ بھی کرم پیران عظام کا اور حضرت پیر و مرشد قبلہ کا ہوا ہے صرف حضرت کی صحبت مبارک کا صدقہ ہے فواید دینی و دنیوی اس بارگاہ عالی سے حاصل ہوئے ہیں حضرت کے حالات بے غایات بہت ہیں اس مختصر میں گنجائش نہیں ہے حضور صاحبزادہ صاحب کا تولد مبارک ماہ شعبان ۱۲۷۲ھ میں ہوا ہے اللہ تعالی آپ کو سلامت باکرامت رکھے آپ پیر و مرشد قبلہ کے وصال شریف کے بعد سے خانقاہ شریف میں مسند ارشاد پر رونق افروز ہیں ہزارہا بندگان خدا ہدایت پار ہے ہیں اور مثل حضور پیر و مرشد کے زمانہ کے خانقاہ و درگاہ شریف

ہیں وہی رونق و زینت ہے حلقہ وغیرہ برابر ہوتا ہے آپ صورت و سیرت ہیں حسین و جمیل ہیں
حضور کے دو صاحبزادہ ہیں ایک صاحبزادہ صاحب کا نام مبارک سید معین الدین چشتی عرف
شاہ صاحب میاں دوسرے صاحبزادہ کا نام سید محمد صابر حسینی عرف صابر میاں ہے۔
ہر دو صاحبزادہ صاحب زادہ صاحب علم و فضل ہیں اور اپنے والد کے مطیع و فرمانبردار ہیں اپنے
سلسلہ کے غلاموں پر وہی شفقت و کرم رکھتے ہیں جو آپ کے والد ماجد رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اس
آستانہ کے سجادہ صاحب کو اور صاحبزادگان کو تا یوم القیام قایم و دائم رکھے اور آفتاب
فیضان ان کا اللہ تعالیٰ تاباں و درخشاں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

ذکر شیخ المشایخ حضرت سید مظہر علیشاہ صاحب احمد آبادی ثم المیرٹھی رضی اللہ عنہ

آپ سادات کرام سے ہیں آپ کا نسبی سلسلہ یہ ہے۔ سید محمد ابراہیم عرف حضرت سید مظہر علیشاہ صاحب
چشتی صابری ابن حضرت سید دادا میاں صاحب نقشبندی ابن سید غلام محمد ابن سید مصطفےٰ ابن
سید شرف الدین ابن سید عالم ابن سید راجو ابن سید احمد ابن سید موسیٰ ابن شہاب الدین
ابن سید قطب الدین ابن حضرت سید مخدوم شاہ شرف الدین مقیم ٹھروچ ابن سید رکن الدین
ابن سید شرف الدین ابن سید حسن اسمٰعیل ابن سید علی شہیدؒ ہمدانی ابن سید عبدالصمد حسن
ابن سید علو ممشاد و نیوریؒ ابن سید محمد نقیبؒ ابن سید عبدالرحیم ابن سید محمد عبدالصمد ابن عبدالرحیم
ابن سید حسن ابن سید علی نقیبؒ ابن سید اسمٰعیلؓ ابن حضور سید امام موسیٰ کاظمؓ ابن سیدنا امام جعفر
جعفر صادق ابن حضرت سیدنا امام محمد باقرؓ ابن حضرت سیدنا امام زین العابدین ابن حضرت سیدنا
امام حسین علیہ السلام ابن حضرت امام المشارق والمغارب سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ
آپ کے اجداد میں سے کچھ حضرات بھڑوچ سے احمد آباد گجرات میں آکر قیام پذیر ہوئے اور سلسلہ
نقشبندیہ سے متوصل ہو کر اشاعت طریقت فرماتے رہے آپ کے والد ماجد دادا میاں صاحب

نقشبندی قدس سرہٗ وہاں شہرۂ آفاق ہیں اور ہزارہا بندگان خدا کو ہدایت فرماتے تھے آپ کی خانقاہ و مزارات دادا صاحبؒ و والد صاحبؒ قدس اللہ اسرارہم کے احمد آباد محلہ پیٹر یہ بھٹر میں ہیں آپ چار بھائی تھے جن کے نام مبارک یہ ہیں سید شاہ شرف الدین صاحبؒ قدس سرہٗ و سید شاہ رکن الدین و سید شاہ شہاب الدین چوتھے خود سید شاہ محمد ابراہیم عرف سید منظہر علی شاہ قدس اللہ اسرارہم۔ شروع ہندوستان میں آپ کے جدِ اعلیٰ مشہد شریف سے بھڑوپنج میں آئے ہیں وہاں مزار حضرت سید شاہ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ وہاں سے آپ کے بزرگوار احمد آباد گجرات دکن میں آئے آپ سادات نجیب الطرفین صحیح النسب ہیں آپ کو عالم طفلی سے ہی خدا طلبی کا شوق تھا اکثر وہاں کے بزرگوں کے مزارات پر جایا کرتے تھے اور آپ کو پہلے دن سے تنہائی پسند تھی والد صاحبؒ کی حیات میں آپ نے علم ظاہری سے قرآن شریف اور کچھ فارسی پڑھی تھی آپ کے برادر زادے صاحب سے معلوم ہوا کہ آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے طغرے خوشخطی کے وطن میں اب تک لکھے ہوئے موجود ہیں مگر آپ نے یہاں بمقام میرٹھ اپنے کو اُمّی ظاہر کیا اکثر شجرۂ شریف میں اشعار خود بنائے تھے آپ بعمر ۱۴ یا ۱۳ سال مستی کی حالت میں تھے آپ شب کو محمد شبیر صاحب احمد آبادی کے مزار پر جایا کرتے تھے اور ندی میں جاکر دہ دو وقت کو داکرتے تھے اور جس وقت آپ کے والد ماجد حضرت دادا میاں صاحبؒ قبلہ قدس سرہٗ کا وصال ہوا ہے آپ کا سن مبارک ۱۶ یا ۱۷ سال کا تھا والد صاحبؒ کی حیات میں آپ کی مستی کا علاج کیا گیا مگر افاقہ نہیں ہوا پھر جب آپ کے والد صاحب کا وصال ہوا اس کے بعد سنا جاتا ہے آپکا متروکہ جو آپکے حصّہ میں لاکھ روپیہ کا حصہ آیا تھا آپنے سبکا سب اپنے برادر زادوں کو تقسیم کر دیا اور اپنی والدہ سے عرض کیا کہ میں دہلی جاتا ہوں والدہ صاحبہ نے آپ کو کچھ اشرفیاں دے دیں اس کو لیکر آپ دہلی تشریف لائے۔ وہاں دریا کے کنارے زینت المساجد ہے اس میں چھ ماہ قیام فرمایا اور والدہ ماجدہ کو خط لکھا کہ میں فقیری کروں گا وہاں حاضر نہیں ہو سکتا آپ دل و جان سے

مجھے اجازت دیدیجیے۔ والدہ نے خط پڑھکر جواب تحریر کیا۔ کیا تم مجھے ستا کر فقیری کروگے
تمہاری فقیری قبول نہیں ہوگی پھر حسب المطلب اپنی والدہ کے احمد آباد تشریف لائے
آپکی والدہ صاحبہ نے آپکی شادی کردی چھ ماہ تک آپ کی بیوی زندہ رہیں بعد چھ ماہ
کے بیوی کا انتقال ہوگیا اس کے بعد اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت کرتے رہے ایک سال کے
عرصہ میں والدہ صاحبہ کا بھی انتقال ہوگیا بعد وصال والدہ صاحبہ کے چہلم کے آپ نے
اپنے بھائیوں سے اجازت طلب کی اور کہا اب ہمارا اسلام ہے ہم جائیں گے جو کچھ میرا
ترکہ ہے میں نے بخوشی اپنے برادر زادوں کو ہبہ کیا وہ مالک ہیں پس آپ اپنے بھائیوں سے
رخصت ہوکر احمد آباد سے آگرہ تشریف لائے وہاں جامع مسجد کے عقب میں ایک فقیر
مظہر علی شاہ صاحب نامی مجذوب و مست تھے اُن کی خدمت میں رہنے لگے دو سال تک اُنکی خدمت
کی انھوں نے کہا اٹاوہ کے پاس ایک درویش مجذوب رتنبہ شاہ صاحب ہیں اُن کے
پاس جاؤ آپ وہاں سے اُن کی خدمت میں تشریف لے گئے چھ ماہ تک اُن کی خدمت کی بعد
چھ ماہ کے رتنبہ شاہ صاحب نے حضرت کو پھر اُسی بزرگ مظہر علی شاہ صاحب مجذوب
کے پاس روانہ کیا اور کہا یہ لڑکا زبردست ہونہار ہے ہمارے بس کا نہیں ہے پھر مظہر علی
شاہ صاحب نے کہا میاں ابراہیم ایک سید بابا دکن سے آرہے ہیں تم اُن کے
پاس حاضر ہوکر اُن کے مرید ہوجانا تمہارا حصہ اُن کے پاس ہے چنانچہ اسی سال حضور
سیدنا پیر دستگیر سید شاہ معین الدین حسینی المعروف بحضرت شاہ خاموش صاحب قبلہ
قدس سرہٗ بغرض شرکت عرس شریف اپنے پیر و مرشد حضرت حافظ موسیٰ صاحب مانکپوری
وزیارت پیران پیر سلسلہ دکن بجماعت فقراء وغیرہ پنجاب تشریف لے جاتے ہوئے آگرہ میں
بمقام سرائے بالو گنج رونق افروز ہوئے ادھر حضرت باشارۂ مجذوب مظہر علی شاہ صاحب
کے حضرت سید شاہ محمد ابراہیم عرف سید مظہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں
بالو گنج حاضر ہوئے اور اپنے مقصد اصلی کو پیش کیا حضور باصرار تمام قبول نہ فرمایا کہ شرف

بہ بیعت کیا اور آپ کی تعلیم میں مشغول ہوئے چار روز حضور نے آگرہ میں اقامت فرمائی اور
شبانہ روز اپنے نزدیک رکھکر تمامی تعلیم سے ممتاز فرمایا اور صاحب مجاز کیا۔ پھر
حضور کے ساتھ میرٹھ تک ہمراہ رہے جب حضور قدس سرہٗ میرٹھ میں تشریف لائے
ہیں سنا گیا ہے برف خانہ کے پاس تشریف فرما ہوئے تھے نقل ہے کہ صوفی اکبر حسین
صاحب قادری نقشبندی جو حکیم مقرب حسین صاحب کے ہمشیر زادہ ہیں بیان فرماتے ہیں
کہ ایک وقت میں حضرت مظہر علی شاہ صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے اور لال
کورتی سے آرہے تھے برف خانہ کے پاس تشریف لاکر وہاں فاتحہ پڑہی اور رونے لگے
میں نے عرض کیا کہ حضور یہاں کسی کا مزار ہے جو حضور نے فاتحہ پڑہی آپ نے فرمایا مزار نہیں ہے
بلکہ میرے پیر و مرشد قبلہ قدس سرہٗ حالت سفر میں فروکش ہوئے تھے جب یہاں سے
گذرتا ہوں مجھے وہ موقعہ رونق افروزی کا معہ جماعت کثیر یاد آتا ہے اس لیے میں یہاں
فاتحہ پڑہتا ہوں اس سے معلوم ہوا کہ آپ حضرت کے دکن سے آتے ہوئے بیعت سے
مشرف ہوئے ہیں اور میرٹھ تک ہمراہ رہے ہیں اس اثنار میں سفر میں جو بھی کچھ تعلیم و تلقین
باقی تھی پوری کردی اور یہ ارشاد فرمایا فقیر کو لازم ہے کہ جہاں اپنی دلچسپی ہو وہاں
بیٹھے اور اپنا کام تنہائی میں کرتا رہے اگر وہاں شہرت ہو وہاں سے اُٹھے اور
دوسری جگہ چلا جاوے پھر بعد اطمینان قلب و سکونِ نفس ایک جگہ ایسا بیٹھے کہ
دوبارہ نہ اُٹھے اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ ہم نے بتایا ہے کیے جاؤ جہاں بیٹھو اُٹھو کسی کی
پرواہ نہ رکھو الاستقامت فوق الکرامت۔ آپ نے حسب الارشاد حضور پیر و مرشد ایسا
ہی کیا پھر حضور پیر دستگیر سے اجازت لے کر اور سب ارشادات سے ممتاز ہو کر حسب
ارشاد حضور دوبارہ آگرہ کو حضرت مظہر علی شاہ صاحب مجذوب کے پاس تشریف
لے گئے مظہر علی شاہ مجذوب نے کہا میاں محمد ابراہیم اب تمہارا سینہ روشن ہو گیا قربان اُس
رنگریز کے بہت اچھا رنگا میاں سید صاحب ہمارے پاس یہ رنگ نہیں تھا ہمارا

رنگ ظاہر بگاڑ باطن درست یہ رنگ ایسا ہے جو ظاہر و باطن روشن ہے میاں
سید ابراہیم اب ہماری طرف سے تم کو یہ انعام ہے کہ ہمارا نام تمھارا نام مظہر علی شاہ
ہوگا پس باسم سید مظہر علی شاہ ملقب ہو کر وہاں سے رخصت ہوئے اور ملک پور تحصیل
ہاپوڑ میں تشریف لائے اور بارہ سال قیام فرمایا اب تک آپ کے چلہ کی جگہ اسی
طرح موجود ہے وہاں سے میراں پور ضلع مظفر نگر میں تشریف لائے اور تین سال رہاں ہے
میراں پور میں بھی آپ کی نشست کا چبوترہ اب تک بنا ہوا ہے وہاں کے ہندو مسلمان
بحالت بیماری وہاں کی مٹی لے جاتے ہیں اور شفایاب ہوتے ہیں۔

وہاں سے اٹھ کر آپ نے کچھ دن بمقام میرٹھ چھپر والی مسجد میں قیام کیا پھر وہاں سے اٹھ کر
گیمی شاہ صاحب نامی ایک بزرگ تھے کچھ دن اُن کے پاس قیام فرمایا وہاں سے چھاؤنی
میرٹھ میں ایوب خاں رسالدار رسالدار کے پاس جاکر فرمایا ہمارا نوکری کرنے کا ارادہ ہے رسالدار
نے کہا اچھا ہم نوکر رکھ لیں گے ضمانت لاؤ حضرت نے فرمایا ہمارا ضامن کون ہے۔
خدا ہے اس کہنے پر رسالدار پر کچھ ایسا رعب چھایا فوراً آپ کو رسالے میں ملازم رکھ
لیا اسی اثنا میں ایک مولوی صاحب جو رسالدار صاحب موصوف کے پیر و مرشد تھے
رسالدار صاحب کے پاس تشریف لائے رسالدار صاحب نے اپنے پیر و مرشد کی دعوت
کی حضرت بحیثیت ملازم ہونے سر براہی کے طریقہ پر پانی پلا رہے تھے فوراً مولوی کی
نظر حضرت کے چہرے پر پڑی رسالدار سے دریافت کیا یہ کون شخص ہیں جو پانی پلا
رہے ہیں رسالدار نے کہا یہ سوار رسالہ میں ملازم ہے میری اردلی میں رہتے ہیں
مولوی صاحب موصوف نے فرمایا یہ سوار شاہسوار ہے یہ اگر کھانا کھائیں گے تو میں
کھانا کھاتا ہوں ورنہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا رسالدار صاحب نے حکم دیا کہ آپ
پانی رکھ دیجیے اور مولوی صاحب کے ساتھ کھانا کھایئے حضرت نے مجبوراً بموجب
حکم رسالدار صاحب کے مولوی صاحب کے ساتھ کھانا تناول فرمایا اس کی صبح کو

گھوڑا چھوڑ کر مولوی صاحب سے کہا آپ نے ہمارا پردہ فاش کر دیا اب ہم نوکری
کریں گے ہر چند رسالدار صاحب نے خوشامد کی آپ نے نہیں مانا اور فرمایا
لو اب ہم جاتے ہیں ہمارا اسلام ہے رسالدار صاحب نے کہا آپ نوکری نہ کیجئے صرف
میرے گھر تشریف رکھیے میرے گھر آپ کا صرف تشریف رکھنا باعثِ برکت
ہوگا آپ نے نہیں مانا اور تشریف لے گئے صرف چھ مہینے رسالہ میں ملازم رہے وہاں
سے ملازمت چھوڑ کر ایک انگریز کے پاس اردلی میں ملازم رہے وہاں سے میرٹھ آکر منبردار
شاہ ولایت صاحب کے تین روز قیام کیا وہاں سے آپ شہر کی طرف تشریف لائے تھے
راستہ میں ایک لالہ ہرسا نامی کشمیری سے آپ کی ملاقات ہوئی اس نے بصد تعظیم
آپ سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ حضور کہاں رہتے ہیں آپ نے فرمایا بابا ہم فقیر
ہیں ہر جگہ ہمارا گھر ہے اور کہیں نہیں وہ بڑا فقیر دوست تھا اُس کے اولاد پیدا
نہیں ہوئی تھی اور فقیروں سے نہایت خلوص و محبت تھی ہر ایک کی خدمت کرتا تھا
اس نیت و غرض سے کہ شاید کسی کی دُعا سے میرے اولاد ہو جائے پس حضور سے
عرض کیا کہ حضرت میرے غریب خانہ پر تشریف لے چلیں اور وہیں تشریف رکھیں غلام
ہر طرح سے حضور کی خدمت کیا کرے گا حضرت نے خیال فرمایا شاید یہ بھی حکم غیبی
ہے جو یہ کہہ رہا ہے پس حضرت بخیال دلجوئی اُس کے ہمراہ ہولیے وہ اپنے مکان پر لے گیا
اور ایک علیحدہ کمرہ آپ کے لیے تجویز کیا آپ کی نماز وغیرہ کے لیے سب سامان مہیا
کر دیا ہر طرح کی خدمت کرنے لگا اسی طرح حضرت مدت بارہ سال تک ایک وضعداری سے
اُس کے مکان پر مقیم رہے اور لالہ صاحب بھی ایک وضعداری سے اور عقیدت کاملہ سے
حضرت کی خدمت کرتے رہے جب آپکا دل برداشتہ ہوا لالہ سے فرمایا لو بھائی اب ہم
جاتے ہیں تو نے کتنے سال ہماری خدمت کی لالہ نے کہا حضور بارہ سال کا عرصہ ہوتا
ہے سرکار نے میرے گھر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشکِ جنت بنا دیا۔

آپ فرمانے لگے تونے جس غرض سے ہماری خدمت کی ہے ہم دعا کرتے ہیں تیری بیوی کیتا کیطرح بچے جنے گی چنانچہ حسب ارشاد آپ کے ایسا ہی ہوا اُس کی بیوی کثیر الاولاد ہوئی اب تک اُس کا سلسلہ اولاد جاری ہے پوتہ پوتی نواسی نواسے والی ہوگئی اُس لیے خاندان کے لوگ اب تک آپ کے معتقد ہیں اور اُس مکان کمرہ کی جہاں آپ رہتے تھے تعظیم کرتے ہیں اس کی اولاد حضرت کی نذر و فاتحہ کیا کرتی ہے صوفی اللہ دیا شاہ صاحب کی بھی خدمت کرتے ہیں میرٹھ میں پہلی کرامت آپکی ہوئی ہے جو اوپر بیان کی گئی اُس کے بعد حضرت وہاں سے اٹھ کر بازار پٹیر امل میں مرد ہونگی مسجد میں ٹھیرے ایک گوشہ میں چھپر ڈلوا لیا تھا جس میں ایک چارپائی بچھائی جا سکے اور نماز کے لیے ایک مصلے کی جگہ تھی اسی حالت میں آپ نے اصل چھپر میں کامل بیس بائیس سال اپنی تاریخ وصال تک گذار دیئے بڑے بڑے روساحافظ شیخ عبدالکریم صاحب و شیخ بشیر الدین صاحب وغیرہ نے چاہا آپ کے لیے علیحدہ خانقاہ و باغ و مسجد بنوائیں آپ نے قبول نہیں فرمایا یہ بھی فرمایا فقیر کو تکلیف کی ضرورت نہیں ہے نہ کسی رئیس کی نذر و دعوت قبول کی البتہ غریب مرید و معتقد وغیرہ جو دعوت کرتے تھے یا نذر دیتے تھے اُس کو قبول فرماتے تھے آپ کی ذات ستودہ صفات شہر میرٹھ و اطراف اکناف میرٹھ میں مرجع عالم بنی ہوئی تھی۔ ہر ہندو مسلمان بڑی بڑی مشکلات میں آپ کی دعا سے کامیاب ہوتا تھا سب ہندو مسلمان باتفاق ہم زبان ہو کر کہتے ہیں کہ اس شان و شوکت و استقلال کا صابر و متوکل درویش ہم نے نہ دیکھا ابتدا سے انتہا تک ایک وضعداری سے رہے اللہ اکبر اللہ والے بے ریا درویش ایسے ہوتے ہیں باوجود عالی خاندان و ذی نسب ہونیکے اپنی سیادت و شرافت کا کبھی اظہار نہیں فرمایا گمنامی و ریاضت و مجاہدہ سے اپنے نفس کو ایسا پامال کیا کہ خودی و دوئی کی بو تک باقی نہ رہی آپ صاحب کشف تھے آپ کے خرقِ عادات و تصرفات قلم بند کیے جائیں تو ایک ضخیم دفتر ہو جائے لہذا اختصار کو کام میں لا کر ایک دو

ذکر آپ کے تصرفات کے بیان کرتا ہوں۔
نقل ہے زبانی منشی غلام باری صاحب کے جو صاحب نسبت وذی عزت حضرت مستان شاہ صاحب کابلی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید کامل بیان فرماتے ہیں کہ ایک وقت میں اور چند حضرات شہر کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو رہے تھے راستہ میں یہ خیال ہوا کہ حضرت کی خدمت میں شکر قند یا شلیم غرض کچھ کھانے کی چیز لے چلیں جو وہاں حضرت کے ہمراہ سب ملکر کھائیں گے پھر یہ کہا کہ وہیں چلکر کسی آدمی کے ہاتھ منگوالیں گے جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے خادم سے فرمایا ارے بھائی یہ فلاں چیز کھانے کی خواہش رکھتے ہیں میں اس وقت اس چیز کا نام بھول گیا ہوں جو منشی صاحب موصوف فرماتے تھے غرض وہی چیز جو ہم لوگ خواہش رکھتے تھے اپنی چارپائی کے نیچے سے گرم گرم منگاکر ہمارے سامنے رکھدی اور فرمایا کھاؤ یہ معاملہ دیکھکر میں اور سب لوگ حیرت میں رہگئے پھر ایک نقل منشی صاحب موصوف نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا باہر کے کچھ مہمان آپ کے پاس آئے آپ نے فرمایا منشی کو بلاؤ۔ منشی صاحب آپکے ایک مرید صادق تھے اور صاحب خدمت اکثر مہمان وغیرہ کے لیے وہی کھانا پکواکر لایا کرتے تھے غرض جب منشی صاحب کو بلانے کے لیے گئے اس اثنا میں ؟ خوان جس میں چار شقاب پلاؤ زردے کے بھرے ہوئے تھے کہیں سے حضرت کے پاس آئے منشی غلام باری صاحب موصوف نے اس کو خالی کر لیا منشی غلام باری صاحب سے حضرت نے فرمایا دستر خوان بچھاؤ انھوں نے دستر خوان بچھاکر اندر سے کھانا لاتے وقت یہ خیال فرمایا کہ آدمی تھوڑے ہیں دو شقاب کھانا بہت کافی ہوگا باقی کل اور کسی کام آئے گا آپ نے فوراً باآواز بلند فرمایا منشی صاحب کل کی فکر نہ کرو جس نے آج بھیجا ہے وہی کل بھیجے گا۔ کھانا سب لاتے منشی صاحب فرماتے

ہیں اللہ اکبر حضرت بڑے صاحب کشف ہیں فوراً میرے خطرہ سے واقف ہو گئے پھر ہیں سب کھانا دسترخوان پر لایا سب لوگ شکم سیر ہو گئے جو کھانا بچا ڈھ اور غریبوں کو روانہ فرما دیا۔

نقل ہے زبانی صوفی شرف الدین وارثی کے جو حضرت حافظ پیاری صاحب کے مرید و خلیفہ ہیں اور صاحب نسبت و ذی مذاق فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت کے ہمراہ دہلی حضرت خواجہ مستان شاہ صاحب کابلی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کی دعوت میں گیا تھا جب دہلی کے اسٹیشن پر اُترے حضرت کی سواری کیلئے دو گھوڑوں کی عمدہ سواری چشتی محرم علی صاحب نے روانہ کی تھی حضرت نے اور لوگوں کو جو دعوتی تھے سوار کرا دیا اور مجھ سے فرمایا کوئی تانگہ کرایہ کا لاؤ۔ میں نے حسب ارشاد کرایہ کا تانگہ لا دیا اور اُس میں ہم دونوں سوار ہوئے میں نے دل میں خیال کیا کہ شاہ صاحب کے لیے آرام کی عمدہ گاڑی آئی تھی اُس میں سوار نہ ہوتے کرایہ کے خراب تانگہ میں سوار ہوتے اس خیال کے آتے ہی میری طرف پلٹ کر دیکھا اور فرمایا کہ صوفی یہ گاڑی راستہ میں ٹوٹ جائے گی اور ہر شخص چاہتا ہے اُس میں سوار ہوں لہٰذا ہم نے اُس گاڑی میں اُن لوگوں کو سوار کرا دیا ہم تم اس میں آرام سے جائیں گے اور اُن سے پہلے پہنچیں گے۔ صوفی صاحب فرماتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا وہ گاڑی راستہ میں ٹوٹ گئی لوگ پریشان ہوئے مجھے اُسوقت حضرت شاہ صاحب قبلہ کے تقدس اور صاحب کشف ہونے کا پتہ لگا۔ پھر شب بھر بعد نماز عشاء سماع ہوتا رہا حضرت بیٹھے ہوئے سماع سُن رہے تھے اور ذوق و شوق فرما رہے تھے اور بار بار روپیہ قوالوں کو دے رہے تھے مجھ کو حیرت تھی یہ روپیہ کہاں سے نکال رہے ہیں پانچ بجے شب تک یہ سلسلہ رہا۔ نماز صبح کے بعد پھر یہ سلسلہ شروع ہوا اُس روز میں نے حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ پر عجب کیفیت کے ساتھ وجد طاری دیکھا۔

اللہ اکبر عجب ذاتِ بابرکات تھی۔
چودھری محمد عمر صاحب جو حضرت کے مرید خاص ہیں وہ نقل کرتے ہیں ایک روز میرے چچا مجھ پر ناحق خفا ہوئے اور گالیاں دینے لگے میں غیرت کے مارے روتا ہوا شہر کے باہر چلا گیا اور یہ خیال کیا کہ کسی کنوئیں میں ڈوب مروں شاہ ولایت صاحب کے پاس ایک مسجد میں چھپ کر سو گیا اور میرا یہ حال کسی کو معلوم نہیں تھا یکا یک میرے پیر و مرشد حضرت مظہر علیشاہ صاحب قدس سرہٗ اس مسجد میں تشریف لائے جہاں میں علیحدہ سو گیا تھا اور میرا نام لے کر عمر عمر کہہ کر اُٹھا دیا۔ میں فوراً اُٹھ بیٹھا فرمانے لگے مُردار موت جان دیتا ہے ہم دیکھ رہے تھے تو کس طرح مرتا ہے۔
میں نے عرض کیا حضور آپ سے کس نے کہا میں سو رہا ہوں فرمانے لگے ابے ہمارے خدا نے ہم سے کہا ہم سے اور کون کہتا ہے ہم کو خدا سب باتوں کی خبر دیتا ہے۔ محمد عمر کہتے ہیں میں حیران ہو گیا پھر مجھے اپنے ہمراہ لے آئے کھانا کھلایا اور میرے والد صاحب کے پاس پہنچا دیا۔ اس لئے کہ والد صاحب میری تلاش میں پریشان تھے اللہ اکبر پیر کامل ایسے ہوتے ہیں جو جان سے روٹھ گیا تھا اُس کو پکڑ لاتے بقول مولا روم رحمتہ اللہ علیہ۔

دستِ پیر از غائباں کوتاہ نیست　　دستِ اُو جز قبضۂ اللہ نیست

صوفی خدمت اللہ صاحب لاہوری و صوفی اللہ دیا شاہ صاحب نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص ہندو ساہوکار کا مقدمہ تھا جو سب جگہ ہار چکا تھا اور کئی لاکھ روپیہ کا مقدمہ تھا نیز آخری فیصلہ تھا اُس نے حضرت کے پاس آ کر عرض کیا کہ حضور میں تھک گیا ہزاروں روپیہ صرف میں آ گیا کچھ نہیں بنتا یہ آخری فیصلہ ہے۔ حضور دُعا فرما دیں جو کہ میں کامیاب ہو جاؤں حضرت نے فرمایا اچھا بھئی ہم دُعا کریں گے خدا کے فضل سے حضرت کی دُعا کی برکت سے اس ساہوکار نے مقدمہ

جیت لیا وہ ساہوکار نہایت خوش ہو کر ایک ہزار روپیہ نقد اور مٹھائی لے کر آیا اور قدموں پر گر پڑا اور عرض کرنے لگا کہ حضرت کی دُعا کی برکت سے میں کامیاب ہو گیا آپ نے اُس کی مٹھائی پر فاتحہ پڑھی اور سب کو تقسیم کرا دی روپیوں کی تھیلی کی نسبت فرمایا یہ کیا ہے عرض کیا حضور یہ سرکار کی نذر ہے فرمایا میں کیا کروں تو لیجا کر غریبوں کو کھانا کھلا دے اس نے بہت اصرار کیا آخر اُس کو خفا ہو کر نکال دیا اللہ اکبر لوگ کہتے ہیں کہ ایسے بے طمع درویش ہم نے نہیں دیکھے۔

نقل ہے صوفی اللہ دیا شاہ صاحب سے اور صوفی محمد جان صاحب سے کہ ایک سبزی فروش کسی طوائف پر فریفتہ اور مبتلا تھا بہت عرصہ تک پریشان رہا اور اُس کے لئے پڑھنے پڑھانے کی بھی بہت کچھ تجویزیں کرتا رہا مگر کچھ سودمند نہیں ہوا کسی نے آپ کا پتہ بتایا کہ حضرت مظہر علیشاہ بیڑا مل کے بازار کی مسجد میں رہتے ہیں بڑے بزرگ ہیں اُن کے پاس جاؤ تمھارا کام ہو جائے گا"

سبزی فروش مذکور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے پہلے اُس کو ٹال دیا مگر وہ برابر حاضر خدمت ہوتا رہا۔ آخر حضور نے اُس کو ایک نقش لکھ دیا۔ اور فرمایا جہاں وہ بیٹھتی ہے وہاں چلا جا سبزی فروش اُس نقش کو لے کر اُس کی تلاش میں گیا وہ طوائف شہر میں کسی برات میں گا رہی تھی یہ شخص بھی اُس برات میں جہاں وہ گا رہی تھی پہنچا اور وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ اس طوائف کی نظر اُس شخص پر پڑی فوراً اُس طوائف نے اُٹھ کر اس شخص مذکور کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چلو مجھے کہاں لے چلنا ہے یہ بات دیکھ کر سب لوگ حیرت میں ہو گئے۔ سب کو جواب دے کر اُس سبزی فروش کے ساتھ ہو گئی وہ بڑی خوشی سے اپنے گھر لے گیا وہ مالدار بھی تھا آخر اُس نے اُس طوائف کے ساتھ بڑی دھوم سے نکاح کیا اب تک وہ طوائف شہر میرٹھ میں موجود ہے ضعیف ہو گئی ہے اُس سبزی فروش کا انتقال ہو گیا بال بچے موجود

ہیں حالانکہ حضرت عامل نہ تھے اُس شخص کی عاجزی کرنے سے صرف ایک نقش اللہ کے نام کا لکھکر دیدیا تھا جو کامیاب ہوگیا یہ آپ کا تصرف تھا اس قسم کے بہت کچھ تصرفات ہیں جس شخص سے پوچھو وہ اپنا چشم دیدیا واقعہ بیان کرتا ہے اور میں حیران ہوگیا الٰہی کیا کیا قلمبند کروں اس لیے اس حدیث کے مضمون پر اس کا حصر کیا حدیث شریف میں ہے' ماکانَ لِلّٰہِ کانَ لہٗ' جو اللہ کا ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کا ہو جاتا ہے۔ تمام مشکلات اُس کے لیے آسان ہوجاتی ہیں اُس کی صفات خدا کی صفات ہو جاتی ہیں۔ اس پر حدیث قدسی وغیرہ دال ہے پس حضرت کی ذاتِ مبارک تینوں صفات سے یعنی فنا فی الشیخ و فنا فی الرسول و فنا فی الذات میں ممتاز ہوگئی تھی اسی لیے ہر ہندو مسلمان جوق در جوق اطراف داکناف سے آکر اپنے ہر کام میں کامیاب ہوکر جایا کرتے تھے آپ کی ذات دالاصفات عجیب مرجع عالم بنی ہوئی تھی۔

نقل ہے احمد آباد شریف سے آپ کے دیکھنے اور ملاقات کرنے کے لیے آپکے بھائی جناب سید شاہ شہاب الدین تشریف لائے آپنے اُن کو دیکھکر مثل اور لوگوں کے تعظیم و تکریم کی اور بٹھایا۔

حضرت سید شہاب الدین نے فرمایا میاں میں آپ کا بھائی ہوں۔ فرمایا میں آپکا وہ بھائی نہیں ہوں جس کو بھائی سمجھتے ہیں میرے سب بھائی ہیں اور کوئی بھی نہیں جس طرح اور میرے پاس تشریف لاتے ہیں آپ بھی میرے مہمان ہیں شوق سے تشریف رکھیں اور یہ شعر اپنے پیر و مرشد قبلہ سیدنا شاہ خاموش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پڑھے۔ شعر

دل میں تیرے گر ہے خویش و برادر چھوڑ دے سب

در پہ اس کے مرجانا کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

عشق کی راہ میں نہیں فخر نسب اے خاموش　　　پیرزادہ ہے کسی شیخ کا گو پوتا ہے

میں نے سب کو چھوڑا سب مجھ سے چھوٹ گئے اب میرا کوئی بھائی ہے نہ کوئی بندہ ہے جس کا تعلق خدا سے ہے اُس کا تعلق کسی سے نہیں۔

حضرت شاہ شہاب الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ آپ کا استغنا اور کمال دیکھکر حیرت میں ہو گئے اور آبدیدہ ہوئے فرمایا الحمد للہ میرے بھائی منزلِ مقصود کو پہنچے۔ آپ کئی روز تک تشریف فرما رہے حضرت کے خادم آپ کی ہر طرح خاطر و مدارت کرتے رہے جب آپ تشریف لیجانے لگے حضرت نے ایک کمبل اور پچیس یا پچاس روپیہ نذر پیش کیے اور فرمایا اللہ حافظ۔ آپ شریعت کے بہت پابند تھے لباس سفید و پاکیزہ بہت ستھرا پہنا کرتے تھے اور پاؤں میں زرد بانات کا جوتا رہا کرتا تھا کبھی تبرکاً رنگین صافہ چادر یا رومال رکھا کرتے تھے جماعت کے بہت پابند تھے جب آپ ملک پور تشریف رکھتے تھے آپ کے پاس ایک گھوڑا تھا اُس پر سوار ہو کر میرٹھ کی جامع مسجد میں آکر جمعہ کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ کبھی خلاف شریعت کوئی بات یا حرکت آپ سے سرزد نہیں نہیں ہوتی۔ اپنے پیرانِ طریقت کے موافق آپ کا پورا پورا عمل درآمد رہا۔ اپنے پیروں کی فاتحہ ختم تاریخِ وصال پر کیا کرتے تھے۔ ۴۔ ذیقعد کو اپنے پیر و مرشد قبلۂ کعبہ حضرت سید نا شاہ خاموش صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا عرس شریف بڑی دھوم دھام سے کیا کرتے تھے اُس تمام رات میلاد شریف پڑھوایا کرتے تھے آپ کی ابتدا سے انتہا تک ایک وترکیب رہی۔ آپ کے اخلاق اخلاقِ محمدی تھے۔ متواضع و خلیق۔ ہمدرد و رفیق۔ مزاج میں انکسار و خاکساری۔ عاجزی و فروتنی و مہمان نوازی تمام اوصاف درویشی سے مملو تھے۔ شب بیدار ذاکر و شاغل تھے اپنے پیروں کے طریقہ کے مطابق خود ذکر جہر کرتے تھے اور مریدین سے حلقہ کرواتے تھے اور بعد نماز صبح شجرہ شریف آواز سے پڑھتے تھے اور مریدوں سے

پڑھواتے تھے اپنے معمولات کے پابند تھے۔ اور اکثر بزرگانِ دین کے عرس میں تشریف لیجایا کرتے تھے اور مریدین بھی ساتھ ہوا کرتے تھے اور قوالوں کو روپیہ خوب دیا کرتے تھے۔ اپنا کھانا علیحدہ پکواتے تھے لوگ حیرت میں ہوتے تھے کہ حضرت کہ حضرت کے پاس اتنا روپیہ کہاں سے آتا ہے شاید دستِ غیب ہے۔ اللہ اکبر سچ ہے اللہ والے غنی ہوا کرتے ہیں۔ روزانہ آپ کے دسترخوان پر دس پانچ آدمی ضرور رہتے تھے۔ چار نوشی صبح و شام ہوا کرتی تھی۔ پیرانِ کلیر شریف ہر سال معہ مریدوں کے ضرور تشریف لے جایا کرتے تھے خرچ بے تہا کرتے تھے حضور صابر پاک سے آپکو نسبت بے انتہا تھی دہلی شریف میں دریا گنج حضرت صابر بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف میں ۲۴ محرم کو ہمیشہ تشریف لیجایا کرتے تھے پیرجی سید شاہ امیر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کو مدعو فرمایا کرتے تھے۔ حضرت شاہ امیر حسین صاحب کو آپ سے کمال درجہ کی محبت تھی۔ اب تک حضرت کے پوتے حضرت سید شاہ کرار حسین چشتی صابری کے حضرت کے مریدین کے ساتھ وہی مراسم ہیں۔

ایک مرتبہ میں پیرانِ کلیر شریف عرسِ پاک حضور صابر پاک قدس اللہ سرہٗ میں حاضر ہوا تھا اس سال حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب چشتی نظامی بھی گورلے شریف سے عرس میں تشریف لائے تھے مجھ سے حضرت نے فرمایا بھائی صاحب چلو حضرت پیر مہر علیشاہ صاحب سے ملاقات کر یں گے میں حضرت کے ہمراہ شاہ صاحب موصوف کی ملاقات کے لیے حاضر ہوا حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب نے حضرت سے بڑی تعظیم و معانقہ کے ساتھ ملاقات فرمائی۔ بہت سی باتیں محبت آمیز فرماتے رہے جب وہاں سے رخصت ہوئے میں نے پوچھا حضور حضرت شاہ صاحب، کیسے لوگ ہیں فرمایا بہت اچھے عالم و فاضل و ابرار و صاحبِ تقوی ہیں امیری میں فقیر ہیں۔ اس سے حضرت کی مردوم شناسی کا پتہ معلوم ہوا۔ اس غلام مؤلف کتاب، ہذا کے ساتھ

حضور کا بہت کرم تھا اور بڑی عنایت بے نہایت فرمایا کرتے تھے اور مجھے بھائی کے خطاب سے پکارا کرتے تھے حالانکہ حضرت میرے چچا پیر تھے مگر اُن کی غلام نوازی تھی جو مجھے بھائی فرمایا کرتے تھے۔ سبب یہ تھا کہ حضرت کو دوبارہ اجازت و خلافت و میرے پیر و مرشد قبلہ و کعبہ حضرت امام العارفین سید محمد شاہ ہاشم حسینی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی ہے حسب ارشاد حضرت قبلہ کے حضرت سجادہ نشین سید شاہ محمد اصغر حسینی صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے دریا گنج میں خانقاہ حضرت صابر بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ واقع دہلی میں کیا ہے۔ پیر جی شاہ امیر حسین صاحب صابری نے حضرت پیر و مرشد قبلہ سے فرمایا کہ سید مظہر علی شاہ صاحب سے لوگ بہت معتقد ہیں مرید نہیں کرتے آپ ان سے فرمادیں کہ یہ مرید کریں پھر حضرت قبلہ نے فرمایا مظہر علی شاہ صاحب ہم خوب جانتے ہیں کہ تم ہمارے پیر بھائی و صاحب اجازت ہو حضرت چچا صاحب موصوف نے عرض کیا حضور میرے پیر بھائی میاں عبداللہ شاہ صاحب وغیرہ اعتراض کرتے ہیں کہ ان کے پاس خلافت کی کیا سند ہے اور دوسرے یہ غلام اس لایق نہیں حضرت پیر و مرشد قبلہ نے فرمایا لوگ غلط کہتے ہیں رشک سے کہتے ہیں تم مرید کرو حضرت کی اجازت ہے اور ہماری بھی اجازت ہے۔ یہ واقعہ ۱۳۰۵ھ کا ہے پھر اسی روز بہت سے لوگ رسالہ و پلٹن کے آپ سے مرید ہوئے پھر آپ میرٹھ سے ۱۳۱۲ھ میں پیدل حیدرآباد شریف تشریف لے گئے اور اپنے پیر و مرشد قبلہ کا عرس شریف کرنے کے بعد حضرت پیر و مرشد قبلہ و کعبہ موصوف الصدر سے خرقہ خلافت و خلافت نامہ وہ ہر دو شجرہ شریف چشتیہ عالیہ و قادریہ عالیہ سے ممتاز ہو کر میرٹھ تشریف لائے۔ بروز ختم شریف یعنی قل کے روز حضرت چچا صاحب موصوف کو جو کیفیت وجد ہوئی کچھ عجیب لطف و غریب کیفیت تھی سب حاضرین کو حیرت دے سکتا تھا۔ بار بار

حضور پیر و مرشد قبلہ کے قدموں پر گر پڑے تھے اور رو پے نظر دے رہے تھے خدا
کی قدرت تھی پھر حضرت سے دمیاں حضرت سے رخصت ہو کر تشریف لائے
حضرت نے ہر چند چاہا کہ اخراجات سفر دیں آپ نے قبول نہیں کیا آپ بہت سے تحفے
حضرت پیر و مرشد قبلہ کے لیے لے گئے تھے اللہ اکبر پیر پرست ایسے ہوتے ہیں
پھر شجرہ شریف میں حضرت صاحب کا نام مبارک اور حضرت میاں کا نام مبارک شریک
کیا. سبحان اللہ ایسے ہی لوگ بزرگوں سے فیض پاتے ہیں جس سے خدا کے نام کا ایک
حرف بھی سیکھتے ہیں اُس کو پیر تربیت و پیر اجازت مانتے ہیں. آج ایسے لوگ
بھی ہیں جو کسی سے صدہا باتیں سیکھتے ہیں اور انجان بن جاتے ہیں حضرت موصوف
شہر آگرہ میں مقام بابو گنج میں مرید و صاحب مجاز اپنے پیر و مرشد قبلہ سید نا حضرت
خاموش صاحب قبلہ سے ہوئے ہیں حضرت ہلال شاہ صاحب ؒ و حضرت سید
بشیر اللہ حسینی و حضرت میر احمد علی شاہ صاحب جو حضرت کے خلفا تھے خوب واقف
تھے اور جانتے تھے آپ کو بہت محبت و اعزاز کے ساتھ حضرت نے مرید
فرمایا تھا اللہ اکبر حضرت کی عجب شانِ محبوبی تھی بہر حال آپ حضرت سید نا
شاہ خاموش صاحب قدس سرہٗ کے ممتاز مرید و نامدار خلیفہ تھے ۔ بہ نسبت اور
خلفائے کے آپ اپنی شان واد میں ایک تھے اور لاجواب تھے عیاں را چہ بیان
آپ نے آخر عرس شریف پیران کلیر شریف کا ۱۳۲۷ھ میں کیا ہے ربیع الاول کی
بیس تاریخ کو پیرانِ کلیر شریف سے رخصت ہو کر میرٹھ تشریف لائے کچھ دن
کے بعد آپ گورستان میں فاتحہ کو تشریف لے گئے جہاں آپ کا مزار ہے
وہ جگہ ملاحظہ فرما کر صوفی اللہ دیا شاہ صاحب سے فرمایا یہ جگہ کس کی ہے
اللہ دیا شاہ صاحب نے عرض کیا حضور یہ آپ کے غلام کی جگہ ہے فرمایا یہ جگہ
اچھی ہے یہاں باغیچہ بناؤ ہم یہاں آکر بیٹھا کریں گے چنانچہ اسی جگہ آپ کا

مزار فیض آثار ہے۔ حالانکہ لوگوں نے بہت سی جگہ تجویز کیں آخر یہ جگہ صوفی اللہ دیا شاہ صاحب کی سب نے پسند کی جو حضرت پہلے پسند فرما چکے تھے۔ چنانچہ وہیں آپ دفن ہوئے۔ چھٹی جمادی الثانی ۱۳۲۷ھ کو آپ بیمار ہوئے۔ تین مہینے دس دن تک آپ نے کچھ غذا نہیں کھائی بہت سے لوگ جو بھی کچھ میوہ غذا انگور وغیرہ لاتے تھے آپ اُن کی خوشی و دلجوئی کی خاطر کچھ چبا تے پھر تھوک دیتے تھے سب ڈاکٹر حکیم آٹھ پہر لگے رہتے تھے مگر کسی نے کوئی خاص جسمی مرض تشخیص نہیں کیا آخر کار سبھوں نے یہ ہی کہا حضرت کی بیماری جسمی نہیں ہے یہ مرض عشق ہے آخر الامر اسی مرض عشق میں بتاریخ سولہ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ روز شنبہ بوقت نماز ظہر واصل بحق ہوئے اور یہ ہی تاریخ وصال ۱۶۔ رمضان حضرت حافظ محمد موسیٰ صوفی مانکپوری رحمۃ اللہ کی ہے اور نماز ظہر کے ہی وقت عین نماز میں آپ کے پیر و مرشد قبلہ سیدنا حضرت شاہ خاموش صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تھا آپ کو بھی وہی وقتِ ظہر نصیب ہوا۔ اللہ اکبر عجیب مرتبہ کے بزرگ تھے۔ یہ خداداد بات ہے ابتدائے علالت تاریخ وصال تک تین مہینے دس دن آپ بیمار رہے مگر نماز پانچوں وقت کی برابر ادا فرماتے رہے جب تک طاقت تھی جماعت میں شریک ہوتے رہے جب طاقت آپ کی بہت کم ہو گئی جماعت کیوقت تیمّم فرماکر اور رو بقبلہ ہو کر چارپائی پر نماز ادا فرماتے رہے مثل اپنے پیران عظام کے شریعت غرہ کے پابند رہے۔ ایک مستحب تک کبھی ترک نہیں کیا۔ زمانۂ علالت سے وصال تک آپ کی خانقاہ شریف و مسجد شادی خانہ بنا ہوا تھا جوق جوق شہر اور گاؤں کے لوگ عیادت کو آتے تھے اور رہتے تھے صوفی اللہ دیا شاہ صاحب کا گھر بھی لنگر خانہ بنا ہوا تھا صبح سے شام تک مہمانوں کے لیے روٹی ڈیگیں تھی مستری حکیم اللہ صاحب و عبدالمجید ٹھیکہ دار وغیرہ کہتے ہیں آپ مسجد میں اپنی جگہ ایسے بیٹھے رہتے تھے

جیسے کوئی شیر بیٹھا ہو ہم اور محلہ کے دوسرے بچے مسجد میں آتے خوف کرتے تھے منشی شمس الدین صاحب شمسی وارثی کہتے ہیں کہ میں حافظ بدرالدین صاحب پیش امام مسجد کے پاس پڑھا کرتے تھے مجھ پر حضرت کا بہت کرم اور نظر شفقت تھی اب میں اس وقت محسوس کرتا ہوں کہ مجھ میں کچھ جذبات باطنی بر حمتِ حق پیدا ہوتے ہیں یہ حضرت کی نظر کا اثر ہے اگر میں کبھی شرارت کرتا تو خوب زدوکوب فرماتے پھر محبت اور پیار کے ساتھ مٹھائی وغیرہ عطا فرماتے مجھے یہ فخر ہے کہ عالمِ طفلی سے پروردۂ نظر شفقت آپکا ہوں آمدم بر سر مطلب بعد وصال آپ کے حسبِ وصیت جو آپ نے صوفی اللہ دیا شاہ صاحب کو فرمائی تھی نیا تختہ بنانا نیا پلنگ لانا اور غسل تم اپنے ہاتھ سے دینا حضرت نے کفن کے لیے وصال سے پہلے بابو رحمت علیصاحب کو تیس یا چالیس اشرفیاں دی تھیں اس میں سے تجہیز و تکفین ہوئی حسبِ وصیت نیا تختہ نیا پلنگ بنوایا گیا اور غسل شریف صوفی اللہ دیا شاہ صاحب نے مع اور مریدین کے دیا۔ جب جنازہ مبارک تیار ہوا ہزارہا مخلوق شہر کی جمع ہو گئی لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے ایسی کثرت مخلوق کی جیسی حضرت کے جنازہ کے ہمراہ تھی کسی بزرگ کے جنازہ میں یہ بات نہیں دیکھی شہر سے لساڑہی دروازہ کے باہر جائے مزارِ مبارک تک ہزارہا مخلوق شریک جنازہ مبارک تھی۔ اللہ اکبر ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاء، وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم۔ سچ ہے جنازۂ مبارک اِسطرح ہاتھوں ہاتھ جارہا تھا جس طرح کسی دولہ کی برات جارہی ہو اِس منظر کو دیکھ کر مخلوق کے دلوں میں جذباتِ محبت الٰہی کی لہریں دوڑتی تھیں اور زبان سے اللہ نکلتا تھا اللہ اکبر مقبولانِ خدا ایسے ہوتے ہیں بعد نمازِ مغرب آپ دفن ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون آپکی مدت عمر شریف حساب ذیل سے اِنہتر ۶۹ یا ستر برس کی ہوتی ہے۔

وَہُوَ ہٰذَا

آپ ۱۲۷۷ھ میں بعمر اٹھارہ سال یا اُنیس سال مشرف بہ بیعت ہوئے۔

قیام ملک پور	بارہ سال
قیام میراں پور	تین سال
مدت ملازمت وقیام گڑ ائے وغیرہ	دو سال
قیام کوٹھی لالہ ہر سا کشمیری	بارہ سال
قیام مسجد مردہگان بازار پیر امل	بائیس سال

اس حساب سے آپ کی عمر ۶۹ یا ۷۰ سال کی ہوتی ہے۔

بقول مولانا روم قدس اللہ سرہٗ العزیز۔ شعر

ہر یکے را بہر کارے ساختند میل از را در دیش انداختند

بمفواے حدیث شریف السّعید سُعِدَ فی بَطنِ اُمِّہٖ آپ سعید ازل تھے جس کام کے لیے آئے تھے اُس کام کو انجام دیکر بمصداق حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کُلُّ شَیئٍ یَرجِعُ اِلیٰ اَصلِہٖ اپنی سعادت منزل وطن اصلی کی جانب رجوع ہوئے۔

مسعود بک رحمتہ اللہ فرماتے ہیں۔

رفت ز مسعود بک جملہ صفات از بشر آنکہ ہماں بود باز ہماں ذات شد

تاریخ وصال از فقیر مؤلف کتاب ہذا بحساب تدخلہ وتخرجہ زیر ملاحظہ ہے۔

تاریخ وصال اُردو

حضرت مظہر علی شہ صابری جب ہوئی واصل بذات ذوالجلال
فکر کی تاریخ کی جب صابری کہدیا ہاتف نے سُن اے نیک فال
یک لطف اللہ کا شاملِ مغفور کر دیکھ لے پھر اسمیں تاریخ وصال

۱۳۲۷ھ

ایضاً فارسی

حضرتِ منظہر علی شہ صابری | شد وصالش چوں بذاتِ ذوالجلال
سالِ رحلت چوں بجستم صابری | گفت ہاتف بشنوائے نیکو خصال
کن تو خارج دو عدد از نام او | سیّد منظہر علی سالِ وصال

۱۳۲۷ھ

غزل مدحیہ از فقیر صابری مؤلف کتاب ہٰذا

ہیں مقبل جلّ و عُلا منظہر علیشاہ صابری
اور نورِ چشمِ مُصطفٰے منظہر علی شاہ صابری
لختِ جگر شاہِ علی سبطِ نبی سالارِ دیں ! !
فرزندِ شاہِ کربلا منظہر علی شاہ صابری
بس خُلق اور اخلاق میں رکھتے تھے خلقِ صابری
بس تھے حبیبِ کبریا منظہر علیشاہ صابری
کہتے ہیں سب خورد و کلاں میرٹھ بیشک بیگماں
اوصاف ہیں صدق و صفا منظہر علیشاہ صابری
مخلوق سے شامل ہیں اُدہر اللہ سے واصل اودہر
رکھتے تھے شانِ انبیا منظہر علیشاہ صابری
ثانی بجُود بانی بجنِ انسانِ کامل دل رُبا
واللہ تھے شاہِ ہدیٰ منظہر علیشاہ صابری
خواجہ معین کے لاڈلے صابر کے ہیں نورِ نظر

دلبند خاموش اولیا مظہر علی شاہ صابری

در پر جو آیا آپ کے پائیں مرادیں دل کی سب
ایسے تھے مقبول دعا مظہر علی شاہ صابری

مدحت میں اُن کی صابری قاصر زباں ہے اب مری
تھے سربسر شانِ خدا مظہر علی شاہ صابری

آپ کے وصال کے بعد محمد ولایت خاں کوتوالِ شہر میرٹھ نے ایک چھوٹا سا چبوترہ بنواکر مزار شریف کچا بنوادیا تھا۔ اور لوہے کا جالیدار سایہ اُن کے مزار بنوادیا۔ پھر کچھ دن کے بعد صوفی محمد قدرت اللہ صاحب لاہوری جو آپ کے مرید خالص ہیں انھوں نے چار دیواری اور ٹین کا سایہ گنبد نما بہت اعتقاد سے بنوایا اور پختہ مسجد بھی حضرت کے مزار پر صوفی اللہ دیا شاہ صاحب نے بمعرفت بابو لیاقت علی صاحب جو حضرت کے بہت معتقد اور مخلص ہیں بنوائی ہے۔ بابو لیاقت علی صاحب نے اس مسجد میں بہت حصہ لیا ہے۔ اُس کے بازو میں ایک پختہ حجرہ صوفی محمد قدرت اللہ صاحب نے اپنی لاگت سے بنوایا ہے جس میں مسجد کا سامان اور درویش حبیب شاہ حضرت کے مزار کا خادم اس حجرہ میں رہتا ہے اس حجرہ سے زائرین کو بہت آرام ملتا ہے اللہ تعالیٰ بنانے والے کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہر جمعرات کو بڑا ہجوم و جلسہ سماع وغیرہ اور کبھی کبھی میلاد شریف مزار مبارک پر ہوتا ہے آپ کا مزار بیرون ساڑھی دروازہ زیارت گاہ عام و شہرۂ آفاق ہے۔ آپ کے خلفاء نامدار جو ذیل میں درج کیے جاتے ہیں اُن کے نام نامی یہ ہیں **خلیفہ** صوفی اللہ دیا شاہ صاحب

آپ کے جانشین وسجادہ نشین ہیں۔ حضرت نے کئی سال پہلے بر موقعۂ عرس شریف
حضرت صابر پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پیران کلیر شریف میں خرقہ خلافت و دستار
روبروئے حضار مجلس ختم شریف میں عطا فرمایا ہے جس میں یہ فقیر مؤلف کتاب ہذا
بھی حاضر تھا۔ صوفی صاحب موصوف نہایت نیک بخت وخدا پرست ہیں۔ یہ بعمر
بیس سال اپنے پیرو مرشد قبلہ قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور ابتدائے
بیعت سے تاریخ وصال تک اپنے پیرو مرشد موصوف کی خدمت میں پابند
وسرگرم رہے۔ دن کو بخاری کی اجرت کرتے تھے اور اپنے بال بچوں کو دے کر
پھر تمام شب پیرو مرشد کی خدمت میں رہتے تھے عجیب خوش قسمت بزرگ
ہیں۔ اس خدمت کے سبب اپنے پیر کے مقبول ہو کر اور خلافت واجازت
سے ممتاز ہو کر پیر کی جگہ پر سجادہ نشین ہوئے۔ اور اپنے بزرگوں کے ہڈواڑہ میں
اپنے پیرو مرشد کو دفن کیا زندگی میں پیر کے اپنے مالک رہے بعد وصال
بھی مالک ہوئے۔ صوفی صاحب موصوف بسبب پسندیدہ اخلاق و پیروی پیران
عظام ومقبولِ عام وشہرۂ آفاق ہیں۔ ذالکَ فضلُ اللہِ یوتیہِ مَن یَشاء۔ اب صوفی
صاحب اپنے پیر کی جگہ پر رونق بخش ہو کر ہدایت خلق اللہ کی کرتے ہیں۔ محض
متوکل ہیں۔ خدا سب اُن کے کاروبار کی انجام دہی کرتا ہے۔ دوسرے
خلیفہ آپ کے منشی صاحب ہیں۔ پہلے یہ حضرت کی خدمت میں رہتے
تھے ملازم دفتر سرکار تھے شب کو اپنے پیر کی خدمت کرتے تھے اپنے پیر کے
بڑے منظور نظر تھے۔ حضرت کی حیات میں کئی سال پہلے اُن کا وصال ہوا۔
بہت بڑے ذاکر وشاغل تھے۔
تیسرے **خلیفہ** آپ کے خیر عالم شاہ صاحب سادات کرام سے تھے بہت بڑے
ذاکر وشاغل تھے۔ آپ کے ارشاد کے موافق موضع بوٹھ ضلع میرٹھ میں ہدایت

خلق کے لیے معمور ہوئے۔ بعد وصال آپ کے ۱۹ر محرم ۱۳۴۱ھ کو موضع پوٹھ میں وصال فرمایا۔ مریدوں نے مزار بنوایا ہے۔ ۶۰ برس کرتے ہیں اُن کے دو فرزند ہیں چھوٹے فرزند بید ولی محمد شاہ اس فقیر مؤلف کتاب ہذا سے مرید و صاحب مجاز ہیں اپنے والد کی جگہ قایم مقام ہیں۔

چوتھے خلیفہ آپ کے مولوی وصال محمد شاہ صاحب چشتی صابری ساکن موضع رڑ ی ضلع مین پوری بہت بڑے عالم و فاضل و صاحبِ تصانیف تھے آپ کے مریدان نے موضع اکلا خان پور میں مکان وغیرہ بنوا کر رکھا تھا۔ ہدایت خلق اللہ میں مصروف تھے یکم محرم ۱۳۴۶ھ کو مظفر نگر کے قریب کسی گاوں میں مریدوں کے پاس وصال فرمایا۔

پانچویں خلیفہ اللہ دیا شاہ صاحب مظفر نگری بڑے ذاکر و شاغل و صاحبِ نسبت تھے۔ ان کا بھی وصال ہو گیا۔

چھٹے خلیفہ آپ کے مولوی مبارک حسین صاحب بڑے صاحبِ نسبت و ذاکر شاغل ہیں دہلی میں رہتے ہیں۔

ساتویں خلیفہ حافظ نظیر احمد صاحب ہیں جو محکمہ چنگی میں ملازم ہیں ذاکر و شاغل ہیں صاحبِ نسبت و صاحبِ سلسلہ ہیں میرٹھ میں رہتے ہیں۔

آٹھویں خلیفہ آپ کے حضرت حافظ محمد شفیع صاحب ساکن میرٹھ ہیں ذاکر و شاغل و نیک بخت و صاحب سلسلہ ہیں پنجاب میں آپکے بہت مرید ہیں۔ خدا اُن کو پیروں کے طریقہ پر قایم رکھے۔

نویں خلیفہ آپ کے محمد صدیق صاحب دیو بندی تھے بڑے ذاکر و شاغل تھے اُن کا بھی وصال ہو گیا۔

دسویں خلیفہ آپ کے صوفی کوڑا شاہ صاحب چشتی صابری ہیں۔ بہت

نیک بخت و ذاکر و شاغل ہیں۔ اپنے پیر و مرشد کے عرس شریف میں بڑی محبّت سے لنگر دیتے ہیں. تین روز تک تمام مہمانوں کی خدمت کرتے ہیں اور پیرانِ کلیر شریف میں سالانہ عرس مبارک کے موقع پر گولر کے نیچے اپنے پیر و مرشد کی قدیمی نشستگاہ پر فرش و فروش کرا کر ختم و سماع کراتے ہیں. محبت و خلوص سے روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ یہ شاہ صاحب بھی مثل اور خلفا کے صاحب اجازت ہیں اور سلسلہ کے اعتبار سے سب پر فایق ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن کو بہ طفیل پیرانِ عظام اچّھا رکھے اور اپنے پیروں کی طریقت پر قایم رکھے۔ آمین ثم آمین۔ آپ کے مرید خاص میاں عبد الصمد صاحب چند پورہ والے ہیں. جو بہت نیک بخت، جوان صالح خاندان مظہر یہ کے مایۂ ناز رکن ہیں عرس میں حضرت کے لنگر میں بہت خلوص سے کام کرتے ہیں اور شریک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن کو اچّھا رکھے. حضرت کے مہمانوں کی بہت خدمت کرتے ہیں۔

گیارہویں مُرید خالص آپ کے صوفی قدرت اللہ صاحب لاہوری ہیں بہت نیک بخت، پیر پرست ہیں. لاہور میں رہتے ہیں. گھر پر بھی اپنے پیر کا عرس کرتے ہیں اور اکثر اپنے پیر و مرشد کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر حاضر ہوتے ہیں اور اپنے مقدور کے موافق خرچ کرتے ہیں. اب سال ۱۳۴۶ھ بمقام پیرانِ کلیر شریف حضرت صابر صاحب قدس سرہٗ کے عرس مبارک میں صوفی اللہ دیا شاہ صاحب نے صوفی قدرت اللہ صاحب کو صاحب مجاز کر کے دستار خلافت باندھی ہے اللہ تعالیٰ مُبارک کرے اور پیروں کے طریقے پر قائم رکھے بہت مہمان نواز ہیں. ہمیشہ اِن کے گھر ایک دو درویش مہمان رہتے ہیں۔

بارہویں مرید خالص آپ کے صوفی رحیم بخش صاحب بہت نیک بخت ذاکر شاغل ہیں. اپنے پیر کے سچّے عاشق ہیں عرس شریف میں مزار پر روشنی بذاتِ خود کرتے

ہیں نیاز و نذر کرتے ہیں. صوفی اللہ دیا شاہ صاحب سے مجاز ہیں اور تجویز صوفی صاحب کی یہ ہے کہ بعد میرے میری جگہ پر یعنی حضرت کی خانقاہ میں میرا خلیفہ حافظ قمر الدین عرف کلو شاہ میرا قائم مقام ہوگا اور میرا لڑکا عبد المجید حضرت کے مزار مبارک پر سجادہ و متولی رہیگا.

تیرہویں مرید خالص آپ کے چودھری محمد عمر صاحب ہیں. بہت نیک بخت و ذاکر و شاغل ہیں. حضرت کے منظور نظر تھے عرس شریف میں حضرت کے قوالوں کی خدمت بھی کرتے ہیں.

چودہویں مرید خالص آپ کے میاں چھوٹے ہیں بہت نیک بخت ذاکر و شاغل ہیں. حضرت کی بہت کچھ خدمت کیئے ہوئے ہیں اور دل سے عاشق ہیں اور عرس پر حاضر ہوتے ہیں.

بازار پیڑا مل میں حضرت کی خانقاہ شریف چھپر کی تھی. اب صوفی اللہ دیا شاہ صاحب نے معتقدوں سے امداد لے کر پختہ بنوادی ہے بہت آرام ملتا ہے.

ایک مریدہ بنائی آپ کی بابو سید رحمت علی صاحب کی بیوی ہیں حضرت کے سالانہ عرس میں ۱۶ ار رمضان شریف کو اور ۴ ر ذیقعد کو حضرت دادا پیر صاحب سیدنا شاہ خاموش صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے عرس شریف میں شرینی و چادر بنوا کر روانہ کرتی ہیں اور صوفی اللہ دیا شاہ صاحب کو ایک وقت کا کھانا روانہ کرتی ہیں. خدا ان کو اور ان کی اولاد کو اچھا رکھے.

آمین ثم آمین

تمام ہوئی سوانحمری بہ تذکرۃ العارفین فی حیات مظہریہ بتاریخ یکم شعبان المعظم ۱۳۳۶ھ روز چہارم شنبہ بقلم مبارک رقم حضرت خواجہ غلام حسین شاہ صاحب چشتی الصابری حیدرآبادی دکن زاد اللہ درجاتکم و برکاتکم.

ضمیمہ تذکرۃ العارفین

کی

حیات مظہریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم. آج ۱۹؍ محرم الحرام ۱۳۵۵ھ کو عزیز دینی میاں صوفی محمد عبد الصمد طول عمرہٗ کا محبت نامہ وصول ہوا. کیفیت مندرجہ وصال برادرم دینی میاں کوڑا شاہ صاحب چشتی الصابری مظہری مرحوم و مغفور سے دِل کو بہت صدمہ ہوا. مرحوم تمام خلفاء میں ممتاز نہایت خلیق اپنے پیر و مرشد کے عاشق شیدا سادہ مزاج ذاکر و شاغل آزاد درویش تھے. خدا ان کو غریق رحمت کرے اور جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے.

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صوفی محمد عبد الصمد صاحب موصوف کو بروز عید الفطر ۱۳۵۴ھ کو اپنا جانشین و قایم مقام و صاحبِ مجاز مقرر فرمایا. اس سے دِل کو نہایت مسرت ہوئی. حق بحقدار رسید. عزیز موصوف بہت لایق فایق اور ذی نسبت و پابند احکام خدا و رسول اور متقلد طریقہ پیران عظام نہایت خلیق بہت بافیض صلح کا خاندان مظہریہ کے مایۂ ناز رکن ہیں. ہے علمی قابلیت کا اندازہ اربابِ دانش کو نقریظ نثر و نظم ذیل کے مطالعہ سے بخوبی ہو جاتا ہے. عزیز موصوف کے وجود باجود سے خاندان مظہریہ کو چار چاند لگ جائیں گے. اللہ تعالیٰ صاحبِ موصوف کو اس مسند پیران عظام پر ثابت قدم رکھے. آمین یارب العالمین.

پس کوڑے شاہ صاحب مرحوم موصوف موضع چندپورہ ضلع بلند شہر ۱۳۵۴ھ کو عزیز دینی میاں صوفی محمد عبد الصمد صاحب کو دستار خلافت عطا فرما کر ۱۴ر شوال کو اپنے پیر و مرشد کے عرس کی آخری خدمت کی۔ انجام دہی کی غرض سے میرٹھ آئے۔ ۱۶ر شوال کو عرس سے فارغ ہوکر اپنے وطن موضع بڈھا آئے۔ بعد ۹ یوم قیام کے وہاں رہ کر ۲۵ر شوال ۱۳۵۴ھ بروز منگل کو عصر کے وقت وصال فرمایا۔ دوسرے روز اُن کا جنازہ میرٹھ لایا گیا اور اپنے پیر و مرشد کے مزار سے مشرق کی جانب کچھ فاصلے پر مدفون ہوئے۔ پختہ مزار بنا کر سنگ مزار پر یہ قطعہ کندہ کرایا ہے۔ جو حضرت خواجہ محمد اکبر صاحب اکبرؔ وارثی میرٹھی نے لکھا ہے۔

مزار کوڑیشاہ جنّت مکان!

۱۳۵۴ھ

تھے چشتی صابری و مظہری وہ خاموشی — اسی لیے ہوئیں حوریں بہشت میں مشتاق

بنا کے صوفی عبد الصمد کو سجّادہ — پڑھائے فقر و تصوف کے باطنی اسباق

تھی بست و پنجمی شوال روز منگل کا — گئے بہشت میں یہ برگزیدۂ آفاق

تھی فکرِ سال کہ آواز آئی اے اکبرؔ

سن وصال لکھو کوڑیشاہ نیک اخلاق

۱۳۵۴ھ

تقریظ از جانب صوفی باصفا محمد عبد الصمد صاحب چشتی الصابری مظہری چندرپورہ والے خلیفہ و جانشین حضرت میاں کوڑے شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ چشتی الصابری مظہری خلیفہ حضرت سید میاں مظہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ وَالۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ

والسلام علیٰ رسولہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ وجمیع اولیاء ا

امابعد فقیر حقیر محمد عبدالصمد چشتی صابری مظہری عرض پرداز خدمت برادران

رحمۃ اللہ علیہ

ینی ہے کہ ہمارے ایک مقدس بزرگ سلسلۂ ہاشمیہ خاموشیہ حضرت سراج السالکین
رہان العاشقین مخدومی مکرمی خواجہ غلام حسین شاہ صاحب چشتی صابری حیدرآبادی
سب فرمایش عمویم دینی حضرت قبلہ صوفی محمد اللہ دیا شاہ صاحب چشتی صابری مظہری
سجادہ نشین وخلیفہ حضرت سید میاں مظہر علی شاہ صاحب چشتی صابری خاموشی نوراللہ
رقدہٗ سوانح شریف موسوم تذکرۃ العارفین المعروف بحیات مظہریہ تالیف فرما
ہے ہیں جسکے دیکھنے سے قلوب سالکین وطالبین سلسلۂ ہذا وغیرہ منور ہو جاتے ہیں عجیب
یفیت غیر مترقبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف سوانح عمری شریف حضرت خواجہ صاحب موصوف کو
ارین میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ اس کتاب تذکرۃ العارفین وحیات مظہریہ کو
وفی باصفا شریعت پناہ حقیقت آگاہ حضرت حاجی حکیم خواجہ محمد سلیمان صاحب چشتی صابری دہلوی
المیرٹھی نے جو حضرت خواجہ صاحب موصوف سوانح عمری شریف کے خلیفہ اعظم ومقبول بارگاہ
ں۔ بغرض استفادہ واشاعت طالبان وعقیدتمندان سلسلۂ ہاشمیہ خاموشیہ کے اور صوفیائے کرام
ین اپنی سعی بلیغ سے طبع فرما رہے ہیں۔ اسی دوران میں میرے پیرومرشد قبلہ میاں کوڑشاہ صاحب
وم ومغفور کی کیفیت وصال حضرت خواجہ صاحب موصوف کی خدمت میں تحریر کی گئی۔ حضرت
ہ صاحب مؤلف کتاب ہذا نے بعد اظہار افسوس وہمدردی قلبی سے بطور ضمیمہ کے مضمون وصال قلمبند
جناب حاجی صاحب موصوف کو شریک سوانحعمری کرنیکے لئے تحریر فرمایا۔ پس یہ حقیر فقیر تہ دل سے
ت خواجہ صاحب موصوف مؤلف سوانحعمری شریف وحضرت حاجی صاحب موصوفین کا مشکور
ن ہے۔ جو اس شفقت سے اپنے پیر بھائی کے سال وصال تحریر وشریک کرنے کی ہدایت فرمارہے
کتاب ہذا بہت اچھے طریقہ سے طبع ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب موصوف کو سعادت
ن ومراتب عالیہ عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ ۲۴ صفر سنہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۶ مئی سنہ ۱۹۳۶ء
ستہ دادہ۔

تقریظ دیگر نظم

سوانح ہادی صاحب میاں مظہر علی شاہ

۱۹ ۶ ۳۶

تذکرہ یہ عارفوں کا خوب ہے
عارفوں کو اس لئے مرغوب ہے

موتیوں کے مول کی ہے یہ کتاب
پھر بھی سستی ہے نہایت ایجاب

اس میں ہیں حالات مظہر سربسر
واقعاتِ زندگی ہیں خوب تر

دیکھئے ان کے کمالات و کمال
کیسے تھے مقبولِ ربِ ذوالجلال

عمر بھر جو کچھ کہ حضرت نے کیا
ہے بہت ہی مختصر اس میں لکھا

دیکھئے تحریر میں کیا کیا نکات
اس کی ہر اک بات ہے مثلِ نبات

کیجئے شیریں بیانی پر نظر
اور ان کی خوش بیانی پر نظر

مولوی خواجہ غلام حسنین شاہ
آپ ہی ہیں عاشقِ ربِّ اِلٰہ

آپ ہی نے تذکرہ لکھا ہے یہ
ذکر اچھوں کا ہے یوں اچھا ہے یہ

اس میں ہیں صدہا نکاتِ مظہری
اک نظر دیکھو حیاتِ مظہری

ہیں خلیفہ آپ کے جو اک حکیم
نام ہے جن کا سلیماں اے فہیم

اور حاجی بھی ہیں وہ حضرت جناب
آپ ہی چھپوا رہے ہیں یہ کتاب

طبع کی تاریخ سن لے ہر مرید
یعنی ہجری میں ہے تاریخ سعید

عیسوی سال اشاعت دوسرا
تذکرہ درویش کامل کہہ دیا ۱۳۵۵

۱۹۳۶

ہے دعا اللہ سے صوفی مدام
ہو حیاتِ مظہری مقبولِ عام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ شریف فارسی مصنفہ حضرت حافظ موسیٰ صاحب مانک پوری رحمۃ اللہ علیہ

خداوندا توئی معبودِ عالم
توئی رزاق مرزوق تو احیا
[illegible]م را کن زسوزِ عشق بریاں
[illegible]زخم لن ترانی نیست بیدل
[illegible]شکر خود زبانم را شکر دہ
خدایا در پئے ایشاں بمیراں
بحق سید مظہر علی شاہ
بملک جاوداں بنمائے راہم
خداوندا بحق سید اعظم
ز آفاتِ دو عالم دار سالم
بحق شاہِ شاہاں بوالمعالی
مرا در ذات مطلق ساز نابود
بحق بوسعید این نورم
دہانم ساز شیریں وقت تلخی
بحق قطب عالم عبد قدوس
خدایا کن حجاب از روئے ما شق
بحق شیخ عبد الحق مخدوم
خداوندا بکن روشن ضمیرم
بحق آں علاء الدین صابر

خداوندا توئی مقصودِ عالم
ز رحمت یک نگاہِ سوئے ما کن
ز آب اشک چشمم دادِ حرباں
ز عشق خود گرم کن سینۂ ما
بذکرِ خود دلِ ما را ظفر دہ
ز نصرت طالع یا رب چہ نازم
کرامت کن زرا از فقر آگاہ
خداوندا بحق پیر حافظ
شرابِ بیخودی نوشاں بہم دم
بحق قطب سید بھیک امیراں
خدایا دہ جمالِ لایزالی
خداوندا بحق شیخ صادق
بروز و شب بدہ با خود حضورم
بحق آں جلال الدین محمود
بعشق خود ندانم دار محبوس
خداوندا بحق عارف احمد
نسازی از جمالِ خویش محرومم
خداوندا بحق شمس دینم
خدایا دار در سیر جلال صابر

توئی خلاق مخلوقِ تو دو شیا
حجاب خویش دور از روئے ما کن
بہر دم ربِ ارنی میکند دِل
بروں کن حرص و حسد و کینہ ما
مرا منظور کن در نظر پیراں
کہ نام خواجگاں را شرح سازم
بآں سید معین الدین شاہم
ز مکرِ نفس شیطاں باش حافظ
خداوندا بحق پیر سالم
خدایا دار در زمرِ فقیراں
خداوندا بحق شیخ داؤد
براہِ خویش ما را دار صادق
بحق آں نظام الدین بلخی
خدایا خاتمہ ما ساز محمود
بحق آں محمد عارفِ حق
ملبب کن دلم از نور بے حد
بحق آں جلال الدین پیرم
بسوئے عمل صالح دہ یقینم
بحق آں فرید الدین مسعود

نگہداری ز کید ابلیس مردود
بحق خواجہ قطب الحق والدیں
رسائی در مقام قرب تمکیں

بآں خواجہ معین الدیں الٰہی
بدہ شوق جمال خود کماہی
خداوندا بحق خواجہ عثماں

دلم معمور کن از نور عرفاں
بآں حاجی شریف خواجہ ما
بردیم باب وصل خویش بکشا

خداوندا بحق خواجہ مودود
بریں مسکیں بکن ابواب مسدود
بحق خواجہ یوسف ناصر الدیں

دلم را صاف کن از کبر و از کین
خداوندا بحق بو محمد
مشرف کن بدیدار محمد

خداوندا بحق خواجہ احمد
بریں بیچارہ فرما لطف بیحد
خداوندا بآں اسحٰق شامی

بسلک خواجگاں داری مدامی
خداوندا علو ممشاد
بوصل خویش مارا دار دلشاد

بحق آں ہبیرہ خواجہ بصر
خداوندا اماں دہ در دم حشر
بحق آں حذیفہ خواجہ مرعشی

خلاصی دہ ز دست نفس سرکش
بحق خواجۂ ابراہیم ادہم
غم خود مونس ما ساز ہر دم

بفضل آں فضیل پیر زیبا
بکن محتاج در دنیا و عقبےٰ
خداوندا بحق عبد الواحد

نگہداری مرا از شر حاسد
خداوندا بحق حسن بصری
بروں کن از شرم اوصاف بشری

خداوندا بحق شاہ مرداں
تمامی دشمناں را ردہ گرداں
بحق آں محمد صاحب تاج

بکن جز ذات خود غیر محتاج
رساں یارب بعدد کل ذرہ
صلوٰۃ از ما برحمت العامہ

خداوندا بحق خواجگانم
بگرداں از گروہ نائبانم
بحق خواجگان اہل چشتم

بہ بخش ایں جملہ کردار زشتم
ہمہ ایں خواجگاں را در خیالت
شفیع آوردہ ام با صد نیازت

جز ایں اسمار دگر حیلت ندیدم
بدرگاہت ہمیں وصلت گزیدم
تمامی حاجت مارا براری

بسلک خواجگاں مارا داری
بسر کن عمر در ایں خاندانم
حشر کن در صف ایں خواجگانم

رجا دارد ز الطاف تو احقر
سگ ایں خواجگاں خوانی بمحشر
قبول از من الٰہی ایں مناجات

بکن مفتوح ابواب السعادات
ہر آں کو خواند ایں شجرہ شب و روز
خدایا کن بعشق خود دل افروز

خداوندا مصنف شجرہ را بخش
نویسندہ دہم خوانندہ را بخش
قبول از حافظ موسیٰ خداوند

ندیدہ غیر خود چشمش فرو بند
ہر کہ را جا دہد با یہ جنت الماوٰی بہشت
ہر زباں باصدق خواند شجرہ پیران چشت

(مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی)